ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

ربیع الاوّل ۱۴۱۹ھ
جولائی ۱۹۹۸ء
۷

مرزا طاہر ۔۔۔۔
شرم تم کو مگر نہیں آتی

صحافت کے مقدس پیشہ وروں کے نام!
(سید عطاء المحسن بخاری کی فکر انگیز تحریر)

فاروق لغاری، اور ۔۔۔۔
انگریز کی عطا کردہ جاگیریں

"برگِ حشیش"
مطالعۂ قادیانیت

قرآن
ایک صاف اور شفاف آئینہ
(مولانا سید ابو الحسن علی ندوی)

غیر مسلم شعراء کا
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خراجِ تحسین

فدائے احرار
کپتان غلام محمد رحمہ اللہ

اخبار الاحرار
مجلس احرارِ اسلام کی تنظیمی سرگرمیاں

خبردار ہوشیار!

مسلمانو! مرزائیوں کے فریب سے بچو۔ دھوکہ اور تاویل ان کے دجل کی بنیاد ہے۔
ان کے دھوکے میں مت آنا، ان کی تاویلوں کے جال میں مت پھنسنا۔ ان کا سارا دجل مرزا غلام احمد کو نبی منوانے کیلئے ہے۔ غیر محرم عورتوں سے مٹھیاں بھروانے والا مرزا تو ایک شریف آدمی بھی نہیں ہو سکتا۔

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نجران کا وفد آیا اور انہوں نے جناب سیدنا مسیح مقدس عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں حضور علیہ السلام سے گفتگو کی اور ضد کی تو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سمجھانے کے لیے ارشاد فرمایا

اَلَستُم تعلمونَ اَنّ رَبّنا حیٌ لایموت

تم نہیں جانتے اللہ زندہ ہے مرے گا نہیں

وَاَنّ عیسیٰ یَأتی عَلَیه الفناءُ (الحدیث)

اور عیسیٰ علیہ السلام کو موت آئے گی

عیسائیوں کو یوں ہدایت فرمائی

اور یہودیوں کو فرمایا!

"اِنّ عیسیٰ لَم یَمُت وَاَنّه رَاجِع اِلَیکُم قَبلَ یومِ القیامَه (الحدیث)

تحقیق عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے لوٹیں گے

مسلمانو! ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس تک تو مرے نہیں تھے پھر کب مرے یہ مرزائی دجال بتائیں۔

بچو! بچو! بچو!

دھوکے بازوں کے دھوکہ سے بچو

تحریک تحفظ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرار اسلام پاکستان

ربیع الاوّل : ۱۴۱۹ھ

جولائی : ۱۹۹۸ء

جلد ۹ ، شمارہ ۷

قیمت: ۱۵ روپے

Regd: M _No. 32

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت مُلتان

❖ زرِ تعاون سالانہ: اندرونِ ملک ۱۵۰ روپے، بیرونِ ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی ❖

مجلس ادارت

❖ زیرِسرپرستی: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

رئیس التحریر: سید عطاء المحسن بخاری

❖ مدیرمسئول: سید محمدکفیل بخاری

رفقاءِ فکر

ابنِ امیرشریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

●●

❖ پروفیسر خالدشبیر احمد ❖ سید خالدمسعودگیلانی

❖ مولانامحمداسحٰق سلیمی ❖ مولانا محمدمغیرہ

❖ عبداللطیف خالد ❖ محمد عمرفاروق

❖ ابوسفیان تائب ❖ ساغراقبالی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان: فون: 511961

تحریک تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیلِ نوپرنٹرز، مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان

تشکیل

دل کی بات:	اداریہ	سید محمد کفیل بخاری	۳
قلم برداشتہ:	صحافت کے مقدس پیشہ وروں کے نام	سید عطاء المحسن بخاری	۶
افکار:	فاروق لغاری اور انگریز کی عطا کردہ جاگیریں	محمد عمر فاروق	۸
سیرتِ طیبہ:	رحمۃ للعلمین	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ	۱۲
دعوتِ فکر:	قرآن ایک صاف اور شفاف آئینہ ہے	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۱۶
ہدیۂ نعت:	مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، سید کاشف گیلانی		۲۲
ہدیۂ نعت:	غیر مسلم شعرا کا بارگاہِ رسالت میں خراجِ تحسین		۲۴
تذکرۂ صحابہ:	امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	پروفیسر ابوالکلام خواجہ	۲۷
تذکرۂ صحابہ:	حضرتِ اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا	شاہ بلیغ الدین	۳۵
دستک:	برگِ حشیش (مطالعۂ قادیانیت)	ڈاکٹر شبیر احمد	۳۸
اخبار الاحرار:	تنظیمی خبریں	نمائندہ خصوصی	۴۵
حاصلِ مطالعہ:	فواحش و عریانی	عبدالرحمن جامی	۴۹
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	۵۰
یادِ رفتگان:	فدائے احرار کپتان غلام محمد مرحوم	مولانا محمد مغیرہ	۵۲
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	۶۰
شاعری:	نظم (حبیب الرحمن بٹالوی)، غزل (پروفیسر عابد صدیق)		۶۱
زبانِ خلق:	ادارہ		۶۲

دل کی بات

مرزا طاہر.........شرم تم کو مگر نہیں آتی

قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر کے حالیہ دو بیانات اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں۔

(۱)۔ ''قادیانی جماعت نے تحریکِ پاکستان اور پاکستان کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان کی ایٹمی ترقی میں ابتدائی بنیادی کردار ڈاکٹر عبدالسلام اور دیگر قادیانی سائنس دانوں نے ادا کیا۔''

(جنگ لاہور، ۱۴/جون ۱۹۹۸ء)

(۲)۔ ''اسلام کے عالمی غلبہ کا تصور قرآنی تعلیمات کے منافی ہے۔ آج اسلام کے تصور پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کسی گستاخ کو سزائے موت نہیں دی گئی، لوگ مرتد ہونے کا فریہ ذکر کرتے''

''مرزا طاہر ہماری زبان میں بات کرتے ہیں،'' امریکی رکن کانگریس۔

(روزنامہ خبریں ملتان ۲۶ جون ۱۹۹۸ء)

اگر ہم صرف اتنا ہی کہہ دیں کہ مذکورہ بالا دونوں بیانات صریحاً جھوٹ ہیں اور دلیل یہ ہے کہ مرزا طاہر ایک جھوٹے مدعیٔ نبوت کا پوتا ہے اور اپنے دادا کے جھوٹے عقائد و خیالات کا مبلغ ہے۔ اس لیے سچ کیسے بول سکتا ہے؟ تو بات مکمل ہو جاتی ہے اور مزید کچھ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔

لیکن ہم.....مرزائیوں اور ان کی حمایت میں زبان و قلم کے نشتر چلانے والے نام نہاد حقیقت پسندوں کے لئے اتمام حجت کے طور پر چند حقائق پیش کرتے ہیں۔ شاید انہیں شرم دامن گیر ہو اور وہ جھوٹ بولنا ترک کر دیں۔

آنجہانی مرزا غلام قادیانی کے بیٹے اور مرزائیوں کے دوسرے خلیفہ آنجہانی مرزا بشیرالدین محمود نے قیام پاکستان سے صرف تین ماہ قبل ایک مجلس میں اپنا ایک خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا:

''گاندھی جی آئے اور میرے ساتھ ایک ہی چارپائی پر لیٹنا چاہتے ہیں۔ ذرا سی دیر لیٹنے پر اُٹھ بیٹھے اور گفتگو شروع کردی''

اس خواب کی تعبیر بھی خود ہی بیان کی کہ:

(۱) ''یہ موجودہ فسادات (تحریک پاکستان) کے متعلق ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہندو مسلم سوال اُٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں، ملک کے حصے بخرے نہ ہوں، بے شک یہ کام بہت مشکل ہے مگر اس کے نتائج بہت شاندار ہیں۔ ممکن ہے عارضی طور پر افتراق ہو، اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا جدا رہیں۔ مگر..... یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جلد دور ہو جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ بھارت بنے''

(مرتبہ منیر احمد وینس، اخبار الفضل قادیان، ۱۵/اپریل ۱۹۴۷ء)

(۲) ''ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں'' (روزنامہ الفضل، قادیان، ۱۷/مئی ۱۹۴۷ء)

باؤنڈری کمیشن میں آنجہانی سر ظفر اللہ خان قادیانی نے ضلع گورداس پور طشتری میں سجا کر بھارت کو پیش کر دیا۔ کیونکہ وہ اپنا مرکز قادیان (ضلع گورداس پور) بہر صورت بھارت میں شامل رکھنا چاہتے تھے۔ عارضی تقسیم میں یہ ضلع پاکستان کے حصے میں آگیا تھا مگر مرزا بشیر الدین نے حد بندی کمیشن کی بحث میں کئی کئی گھنٹے شرکت کر کے آخر کار اسے پاکستان سے کاٹ دیا۔ اس سے راوی کا پانی اور کشمیر میں داخلے کا راستہ خود بخود انڈیا کو مل گیا۔ فیروز پور اور بٹالہ بھی بھارت کو مل گیا۔

یہ ہے تحریک پاکستان میں قادیانیوں کے موقف اور بھیانک کردار کی مختصر جھلک

پاکستان کی ایٹمی ترقی میں قادیانیوں کا کردار بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ممتاز صحافی زاہد ملک اپنی کتاب "ڈاکٹر عبد القدیر اور اسلامی بم" میں رقم طراز ہیں

(۱) ڈاکٹر عبد السلام پاکستان کے ایٹمی قوت بننے کے خلاف تھے (صفحہ ۱۶۴)

(۲) سی آئی اے کو پاکستان کے تمام ایٹمی راز اور بم کا ماڈل عبد السلام نے دیا (صفحہ ۳۱، ۳۲)

جنرل ضیاء الحق مرحوم کے عہد میں جب یہ راز فاش ہو گیا کہ عبد السلام قادیانی نے سی آئی اے کے ساتھ مل کر پاکستان سے غداری کی ہے تو قادیانیوں پر حکومت نے کچھ پابندیاں عائد کیں۔

اس پر ڈاکٹر عبد السلام نے بیان دیا کہ:

(۳) "میں اس لعنتی ملک میں قدم نہیں رکھنا چاہتا" (کہوٹہ ایٹمی سنٹر (صفحہ ۸۰)

مرزا طاہر کا ۲۶/ جون کا بیان بھی دجل و تلبیس اور کذب و افتراء کا پلندہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کعب بن اشرف نامی یہودی نے آپ علیہ السلام کی گستاخی کی تھی جس پر نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو اس کو قتل کرے۔؟ چنانچہ کعب بن اشرف کے بھتیجے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے حکم پر اسے قتل کر دیا تھا۔ مسلمانوں کے نزدیک اسلام کے عالمی غلبہ کا تصور وہی ہے جو نبی علیہ السلام نے پیش فرمایا، صحابہ کرام نے عمل کیا اور قرآن کریم نے اس کا حکم دیا۔ مرتد کے لئے سزائے موت بھی نبی علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے متعین فرمائی دنیا میں واحد جماعت قادیانی ہے جو مرتد ہونے پر فخر کرتی ہے۔ یہ بد نصیبی کی انتہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسلام پیش فرمایا اس پر نظر ثانی کفر ہے۔ اور اسی کفر پر قادیانی جماعت کار بند ہے۔ مرزا طاہر کا اسلام سے کیا تعلق ہے کہ وہ اس کے لئے اس قدر متفکر ہیں؟ دراصل قادیانی، دنیا پر غلبۂ اسلام کی جدوجہد سے خوف زدہ ہیں اور یہود و نصاریٰ سے تعاون کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ اس وقت دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمان نفاذ اسلام کے لئے جہاد میں مصروف ہیں۔ جبکہ مرزائی، جہاد کے قرآنی حکم کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کو حرام قرار دے دیا تھا۔ اور خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دیتے ہوئے حکومت برطانیہ کی دائمی وفاداری کا تحریری وعدہ کیا تھا۔ مرزا طاہر اپنے دادا کے اسی ایجنڈے پر عمل پیرا ہے۔ امریکی قانون سازوں نے درست کہا ہے کہ "مرزا طاہر ہماری بولی بولتے ہیں"۔ یہ ہمارے دیرینہ موقف کی تائید ہے کہ قادیانی جن کے ایجنٹ ہیں انہی کی بولی بولتے ہیں۔

ہیومن رائٹس کمشن...... اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں کا منظم ادارہ

ہیومن رائٹس کمیشن کا ادارہ پاکستان میں ۱۹۸۶ء میں قائم ہوا۔ عاصمہ جہانگیر، حنا جیلانی اور مسٹر آئی اے رحمٰن اس کے کرتا دھرتا ہیں۔ یہ ادارہ بظاہر انسانی حقوق کے تحفظ کا علمبردار ہے مگر دراصل اسلام اور پاکستان کے خلاف یہود و نصاریٰ کی بین الاقوامی سازشوں کا منظم ادارہ ہے۔

ادارہ کی بارہ سالہ تاریخ اخبارات کی زبانی اس بات پر شاہد عدل ہے کہ اس نے ہر طرح اسلام اور پاکستان کو نقصان پہنچایا ہے۔ اب تک جو حقائق سامنے آئے ہیں۔ وہ حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) کمیشن کے رہنما قادیانی ہیں۔

(۲) یہود و نصاریٰ اس کو بے پناہ فنڈز مہیا کرتے ہیں۔

(۳) کمیشن کی سالانہ رپورٹس کو امریکہ، برطانیہ اور جرمنی میں بڑی اہمیت دی جاتی ہے جس کی روشنی میں یہ ممالک اپنی پالیسیاں مرتب کرتے ہیں۔ ان رپورٹس میں پاکستان کے خلاف زہریلا مواد ہوتا ہے۔

(۴) پاکستان میں مسلمانوں کو آپس میں لڑانا اور مسلّمہ اسلامی عقائد کو موضوعِ بحث بنا کر متنازعہ بنانا۔

(۵) بھارتی تنظیم "را" کے حق میں بیانات دینا۔ اور پاکستانی خفیہ ادارے آئی ایس آئی کے خلاف فضا ہموار کرنا۔

(۶) خواتین کے حقوق کے تحفظ کی آڑ میں بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دینا۔

(۷) عیسائیوں اور قادیانیوں کے ساتھ مل کر قانونِ توہینِ رسالت کے خلاف آواز بلند کرنا۔

(۸) حدوداللہ کو ظالمانہ سزائیں کہنا

(۹) پاکستان میں عیسائی، مسلم اور قادیانی، مسلم فسادات کرا کر اپنے آقاؤں سے کروڑوں روپے فنڈ وصول کرنا۔

(۱۰) پاکستان کو ایک سیکولر (لادین) ریاست بنانے کے لئے محنت کرنا اور ملک کا دینی و نظریاتی تشخص ختم کرنا۔

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان میں قائم این جی اوز پر پابندی عائد کی جائے۔ ان کے فنڈز بحقِ سرکار ضبط اور دفاتر سر بمہر کیے جائیں۔ یہ ادارے "فری میسن" ہی کے جدید نام ہیں جو انسانی حقوق کی آڑ میں ہمارا دین، کلچر اور نظام سب کچھ تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت اس حساس مسئلہ کا فوری نوٹس لے۔

دعاء صحت

حضرت سید عطاء المحسن بخاری کے استاذِ مکرم، جامعہ خیر المدارس کے سابق استاذ حدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب دامت برکاتہم شدید علیل ہیں۔ احباب ان کی صحت یابی کے لئے دعاء فرمائیں (ادارہ)

مجلس احرار اسلام کے قدیم کارکن حکیم محمد صدیق تارڑ (مرید کے) ایک عرصہ سے علیل ہیں قارئین ان کی شفا یابی کے لئے بھی دعاء فرمائیں۔

سید عطاء المحسن بخاری

صحافت کے "مقدس" پیشہ وروں کے نام!

اے اخبار والو!

اے اخبار نویسو!

بزرگوں سے بھی یونہی سنا ہے اور جو کچھ تھوڑا بہت پڑھا ہے وہ بھی یہی ہے کہ اعمال کے بدلے میں انسان تولے جائیں گے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا) اچھے اعمال والے انسان اچھا بدلا پائیں گے اور اچھی جگہ جائیں گے۔ برے اعمال والے لوگ بری جزا پائیں گے اور بری جگہ جائیں گے (اللہ بچائے)

آپ بھی تو انسان ہیں اور آپ کے اعمال بھی ہیں، آپ کے اخبارات پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ آپ اعمال کے بدلے پر یقین نہیں رکھتے اور اگر یقین ہے تو شک آلود ہے اور اگر شک آلود نہیں ہے تو مال کمانے کے زہر کی آلودگی سے پاک نہیں ہے اور اس زہر آلودگی پر آپ کے اخبارات ہی آپ کے خلاف گواہ ہیں۔

دیکھئے! آپ تسلیمہ نسرین، عاصمہ جہاں گیر، نورین، پروین، لوبنا دل گیر، نسرین اقتدار، نا عورتوں کے بیانات آزادیٔ نسواں کے نام پر ایک طے شدہ پالیسی کے تحت چھاپتے اچھالتے اور انہیں شہر کے چوبارے پر بٹھا دیتے ہیں۔ اس کا کیا جواز ہے؟ کسی سیکولر ملک میں تو اس کا جواز ہو سکتا ہے لیکن مسلمانوں کے ملک میں اسکا جواز پیدا کرنا خود ایک بہت بڑا جرم ہے۔ اور آپ بہت بڑے مجرم، اس لئے آپ مسلمانوں کی نظریاتی اعتقادی سرحدوں کو پامال کرتے ہیں اور ہر حرام کو حلال کرتے ہیں۔ بکری کا گوشت تو کھلا چھوڑتے نہیں کہ چیلیں اور کوّے جھپٹ پڑیں گے اور لے اڑیں گے۔ مکھن آگ کے پاس رکھتے نہیں کہ حرارت، تمازت سے پگھل جائیگا۔ لیکن عورتوں کو کھلا چھوڑ دیا ہے کہ آزادیٔ نسواں کے نام پر جدھر چاہیں آوارہ خرامی کرتی پھریں، جو چاہیں کریں، ناچیں گائیں، بال کٹوائیں، ننگی ہو جائیں، فلمی دوستی سے فلمی دوستی، پھر چلبلی دوستی اور........... اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہے۔

پھر روتے کیوں ہو؟ گینگ ریپ ہوا، اغوا ہو گئی۔ ایف اے کی طالبہ، طالبہ شہزاد ہو گئی۔ "ریشماں جوان ہو گئی" پھر آپ اخبار بیچنے کے لئے، ہاں محض اخبار فروشی کے لئے خبر دیتے ہیں کہ "پولیس اور خبریں کا کامیاب چھاپہ" مگر آپ سے یہ پوچھنے والا کوئی نہیں کہ آپ نے ساری رات معصیت و منکرات میں گزار کر آوارہ مزاج لونڈوں، آوارہ خرام لونڈیوں کو خوش کیا۔ ابلیس رات بھر ناچا۔ یہ منی سینما نہیں، یہ منی چکلہ

نہیں۔ یہاں مکس گید رنگ نہیں تھی؟ یہاں نیگیٹو پازیٹو اکٹھے نہیں ہوئے۔ اگر مکھن آگ کی حدت سے پگھل سکتا ہے تو اپوزٹ سیکس کا اجتماع بھی گناہ کی منڈی میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ جس طرح زنا حرام ہے اسی طرح زنا کے اسباب بھی حرام ہیں۔ آپ کو اس شرعی حقیقت کا علم ہے کہ نہیں پورے ملک میں بھونڈوں بھانڈوں اور بھڑووں کو بام شہرت پر لے جانے والے آپ اخبار والے ہی تو ہیں۔ نیکی کا کام پچیس فیصد، پراپیگنڈہ سوا سو فیصد۔ برائی سو فیصد اور پراپیگنڈہ ہزار فیصد.........مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے۔

آپ جماعتوں اور شخصیات کے خلاف خود ساختہ باتیں چھاپتے ہیں۔ پھر بلیک میلنگ کر کے ان سے "وصولیاں" کرتے ہیں۔ اس حقیقت کو آپ بہت زیادہ جانتے ہیں۔ روزانہ کسی ننگے جسم، نیم عریاں جسم، اور ملکی و غیر ملکی جسم فروش زن حیوہ کی تصویر چھاپتے ہیں اور نیچے کوئی نہ کوئی جذبات انگیز فقرہ چست کر دیتے ہیں۔

کیا ایسی زنان بازاری کو شہرت و عروج پر پہنچانے کا عمل وجود پاتا ہے؟ اور کیا یہ وجود آپ کے وجود کے نامسعود ہونے کی دلیل نہیں؟ کیا اس سے اس زن کافرہ کے لباس، تراش خراش کی مقبولیت میں اضافہ نہیں ہوتا؟ اور اس فاحشہ کی مقبولیت میں اضافہ بھی عمل ہے کہ نہیں؟ اور اس عمل کا بدلہ بھی تو ملے گا۔ ہاں ہاں مل کے رہیگا۔ وہ بھی تو آپ کے مال خور جسم کو ملے گا۔

اور پھر اس جسم فروش کو جو کالیں آپ کی "معرفت" "وساطت" "عنایت" اور "شرافت" سے آئیں گی وہ بھی تو آپ کے کھاتے میں جائیں گی۔ پھر آپ کا کھاتہ بھی بہت پھول جائیگا اور جب یہ پھولا ہوا کھاتہ پھٹے گا تو اخباری رعونت، مذہبیت سے نفرت، مذھبی رویّوں سے بیزاری کا مزا بلکہ بڑا مزا آئیگا،

پھر مولویت کو گالی دینا
اسی روش کو ثواب کہنا
مذھبیت کو عذاب کہنا
مُلّا ازم کا خواب کہنا
اور اس پر مستزاد.......... اپنے سیکولر طور طریقوں کو کامیاب کہنا
اور ہاں دھیان رکھنا
حضور رب العلمین کہنا
ضرور کہنا
کہ تم کو حق کہنے کی دنیا میں جو عادت تھی

محمد عمر فاروق

وزیراعظم کا قومی ایجنڈا

سردار فاروق لغاری اور انگریز کی عطاء کردہ جاگیریں

۱۱جون ۱۹۹۸ء کی تقریر میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے قومی ایجنڈا پیش کرتے ہوئے قوم اور ملک سے غداریوں کے عوض انگریز کی جاگیرداروں کو بخشی ہوئی زمینوں کو ضبط کرنے اور انہیں کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کا عزم ظاہر کیا۔ جن کا ہر طبقے نے خیر مقدم کیا ہے اللہ کرے کہ وزیراعظم اپنے عزم کو عمل میں بدلنے کی سعی بھی کریں۔

وزیراعظم کی تقریر کے چند روز بعد سابق صدر سردار فاروق احمد خان لغاری کا یہ بیان اخبارات کی زینت بنا کہ "کسی لغاری نے انگریز سے کوئی جاگیر حاصل نہیں کی۔" مجھے اس بیان پر پہلے حیرت ہوئی کہ فاروق لغاری جن کے زہد و تقویٰ اور شب بیداریوں کی روایات ان کے حلقے بیان کرتے نہیں تھکتے۔ وہ بھی اتنی دیدہ دلیری اور سینہ زوری سے جھوٹ بول سکتے ہیں۔ لیکن پھر خیال آیا کہ اب تو وہ ایک نومولود سیاسی جماعت ملت پارٹی کے بانی و سربراہ بن چکے ہیں۔ اس لئے اب ان سے کچھ بھی بعید نہیں۔

جناب والا! تاریخ کسی کا لحاظ نہیں کرتی اور حقائق کی تلخیاں اتنی شدومد سے سامنے لاتی ہے کہ پھر اس سے انکار کرنے اور مفر ہونے کا دم باقی نہیں رہتا۔ آج کی ملاقات میں صرف ایک ہی اقتباس پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ جسے جناب فاروق لغاری کسی صورت جھٹلا نہیں سکتے۔ معروف انگریز مصنف سر لیپل گریفن کی مشہور زمانہ کتاب "تاریخ رؤسائے پنجاب" کے حوالے کو جناب اے۔ آر شبلی مرحوم نے اپنی کتاب "پاکستان کے دیہہ خدا" کے صفحہ ۹۶،۹۵ پر نقل کیا ہے کہ

"۱۸۴۸ء میں جب ایڈورڈس نے ڈیرہ غازیخان پر حملہ کیا تو لغاریوں نے سکھوں کا ساتھ دیا۔ لیکن کھوسے اور گورچانی انگریز کے حامی بن گئے۔ جلال خان لغاری سندھ سا گردو آب میں مولراج سے جا ملا اور پانچ سو قبائلیوں کی امداد اسے بہم پہنچائی۔ لیکن ایڈورڈس نے ڈیرہ غازیخان پر قبضہ کر لیا اور کھوسوں نے لغاریوں کو شکست دے دی۔ اس موقع پر ایک لغاری سردار جلال خان نے ۸۰ آدمی لے کر انگریزوں کی اطاعت کا اعلان کر دیا۔ لیکن کھوسوں کی موجودگی میں ان کو وہ عزت نہ مل سکی جو وہ چاہتے تھے۔ تاہم جلال خان نہروں کا ٹھیکیدار بن گیا۔ اس نے پٹھان قبائلیوں کو مزدوروں کے طور پر بھرتی کر کے بہت سی نہریں کھودیں اور خوب روپیہ کمایا۔ اسے مجسٹریٹ کے اختیارات بھی دے دیئے گئے۔ لیکن نہروں کے معاملہ میں وہ بدمعاملہ ہی ثابت ہوا۔ اس لئے اس کے یہ اختیارات چھین لئے گئے۔ تاہم اس نے جوش و خروش کے ساتھ انگریزوں کی

خدمت کی اور ۱۸۵۷ء میں سر رابرٹ سنڈیمن کے ساتھ قلات کی مہم بھی سر کی۔ جس سے خوش ہو کر انگریزوں نے نہ صرف مجسٹریٹ کے اختیارات لوٹا دیئے۔ بلکہ اسے نواب کا خطاب بھی دیا۔ ۱۸۸۱ء میں اس نے حج کر لیا۔ لیکن ابھی اپنے گاؤں "چوٹی" واپس نہیں پہنچا تھا کہ ڈیرہ غازیخان ہی میں فوت ہو گیا۔

نواب جلال خان کے بعد محمد خان اور پھر جمال خان نے جاگیر کے انتظام سنبھالے۔ ورثاء میں جھگڑا اٹھا تو سرداروں کی ایک کانفرنس بلائی گئی۔ جس میں سردار بہرام خان، سردار جلاب خان اور خان بہادر جند وڈا خان شامل تھے۔ انہوں نے دین محمد کے حق میں فیصلہ دیا۔ جاگیر پر اس وقت تک بے شمار قرضہ ہو گیا تھا۔ دین محمد خان لغاری نے ڈپٹی کمشنر کی نگرانی میں تمام بقائے صاف کیے جس کے بعد اس کے اعزازات میں خاص اضافہ ہوا۔ رفتہ رفتہ اس خاندان کو انعاموں، پنشنوں، اور معاوضوں کے علاوہ کئی دیہات کی جاگیر بھی ملی سردار جمال خان کے زمانے تک آمدنی کا اندازہ پینسٹھ ہزار روپیہ تھا لیکن اس کے بعد اس میں بہت سا اضافہ ہوا۔"

مندرجہ بالا آخری سطور کو دوبارہ مطالعہ فرمائیے کہ لغاری خاندان کو انگریز سرکار سے نہ صرف انعامات، پنشن اور معاوضے بلکہ کئی دیہات کی جاگیر بھی عطاء ہوئی۔

ایک سردار فاروق لغاری کے خاندان پر ہی کیا موقوف ہے۔ پاکستان کے جاگیرداروں کی اکثریت فرنگیوں کی دہلیز پر جبہہ سائی کرتی رہی اور وہ اپنے ہی ہم وطنوں سے غداریوں کے نتیجے میں اعزازات و انعامات اور جاگیروں کے تحائف سے ہمکنار ہوئی۔ ایک طرف مسلمان عوام انگریز سامراج کے خلاف مصروف جہاد تھے اور دوسری طرف انگریز کے حاشیہ بردار ٹوڈی اور غداران وطن تحریک آزادی کو کچلنے اور غلامی کی سیاہ رات کو طویل تر کرنے کے لئے اپنے فرنگی آقا سے نمک حلالی کرتے ہوئے بے جان، ضعیف و نہتے مجاہدین آزادی کے لاشے گرانے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں مصروف تھے۔ ایک نظر ذرا پیچھے مڑ کر دیکھئے کہ ان کا یہ مذموم کردار تو سکھ دور سے جاری تھا۔ صرف ایک مثال ملاحظہ کیجئے۔ کہ تحریک مجاہدین بالا کوٹ کے سر خیل امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہید بریلوی اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید جب پشاور سے بالاکوٹ آئے تو کوٹ فتح خان (ضلع اٹک) اور پنڈی گھیب کے دو مسلمان جاگیردار مال وزر کے لالچ میں سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریک کو کچلنے کے لئے سکھوں کے دست و بازو بنے تھے۔ ۱۸۲۷ء میں ملک غلام محمد نے عطر سنگھ اور بدھ سنگھ سندھا" والیہ کی زیر کمان اٹک کے نزدیک اکوڑہ کے مقام پر اور راے محمد خان ۱۸۳۰ء میں شہزادہ شیر سنگھ اور جنرل ونتورا کی قیادت میں سید احمد شہید کے خلاف جنگ لڑے۔ یہ اور بات ہے کہ آخر کار ان دونوں بدبخت مسلمان جاگیرداروں کا اپنا انجام بھی عبرتناک ہوا۔ جس کی الگ تفصیل ہے۔

سکھا شاہی اور انگریزی دور میں دونوں حکمرانوں نے اپنے پالتو ایجنٹوں کو جی بھر کر نوازا۔ کہ جاگیریں اور مربعے انہوں نے اپنے پیٹ سے تھوڑا دیئے ہوتے تھے کہ وہ کنجوسی کا مظاہرہ کرتے۔ ہندوستان بر قابض اور

مسلط ہو کر انہوں نے اس سرزمین کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا تھا۔ مال و دولت بھی ہندوستانیوں ہی کی تھی۔ لہٰذا وہ اپنے درباری اور جھولی چک غلاموں کو کمال فیاضی سے سیم و زر اور زمینوں سے لاد دیتے تھے۔ اور یہ وفادار حرص و آز کی خاطر بڑھ چڑھ کر اپنی خدمات حضور فرنگ پیش کرتے تھے۔ انہی حاشیہ نشینوں کے بل بوتے پر ہی چند ہزار انگریزوں نے برسوں چالیس کروڑ ہندوستانیوں پر اپنے تسلط و اقتدار اور جبر و استبداد کا طنطنہ برقرار رکھا۔

جبکہ آزادیٔ وطن کا نعرۂ حق بلند کرنے والے سرمستانِ وفا اور دیوانگانِ راہ ایثار و وفا کی چمڑیاں ادھیڑ دی گئیں۔ ان کے گھر خاکستر اور جائیدادیں ضبط کر لی گئیں۔ خاندان کے خاندان گولیوں سے بھون ڈالے گئے۔ اور پس ماندگان راہِ عزیمت کو کالے پانی ایسی دور افتادہ اور اذیت ناک جیلوں میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کے لئے ڈالا جاتا رہا۔ لیکن قربان جائیے ان فرزندانِ حق و صداقت کے! کہ انہوں نے آزادیٔ وطن کی خاطر بڑی سے بڑی مصیبت کو بصد شوق اپنے بے جان جسموں پر لیا۔ مگر سطوت فرنگ کو کبھی خاطر میں نہ لائے۔ یہ ان کی بے مثال قربانیوں اور...... صبر آزما جدوجہد کا ہی نتیجہ ہے کہ آج وطن عزیز کے کروڑوں مسلمان آزاد ہیں۔ اور ان کی بے لوث جدوجہد کے صدقے میں ہندوستان آزاد ہوتے ہی عالم اسلام پر بھی فرنگی شاطروں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

لیکن کیا یہ امر قابلِ صد افسوس و باعث ندامت و شرمساری نہیں ہے کہ ان قافلۂ حریت کے سالاروں کو جان بوجھ کر فراموش کر دیا گیا اور وہ لوگ ہمارے ہیرو بن بیٹھے جو شریک منزل نہ تھے۔ بلکہ وہ خود اور ان کے اجداد انگریز کے قدیمی زلہ خوار تھے۔ اگر کسی کو فرصت ہو تو ملتان کے سید اولاد علی گیلانی کی کتاب "مرقع ملتان" (مطبوعہ ۱۹۴۴ء) کا ضرور مطالعہ کرے۔ جس میں مصنف نے انگریزوں کی تعریف و مدح کے علاوہ گیلانی خاندان کی انگریزی خدمات کو اس یقین و رسائیت کے پیرائے میں گنوایا ہے کہ گویا اب انگریز کبھی ہندوستان سے نہیں جائے گا اور اس کا اقتدار ان کے سروں پر سدا سلامت رہے گا۔

محترم فاروق لغاری اگر انگریز کی عطاء کردہ جاگیروں سے انکار کی بجائے ازخود انہیں مزارعین میں تقسیم کر دینے کی قابل تقلید مثال قائم کرتے تو یقین جانیے کہ وہ ایک تاریخی باب اپنے ہاتھوں رقم کر سکتے تھے۔ لیکن یہ تو پروردگار کی اپنی دین ہے۔ کہ وہ جسے چاہے دے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ سوشلزم، کمیونزم اور پرولتاریت کے بلند بانگ دعوے ہمارے ہاں صرف عوام کو فریب دینے کے لئے کئے جاتے رہے ہیں۔ نظام زمین کی ذاتی ملکیت کے خلاف ہیں۔ جبکہ ان کے نام لیواؤں کی ذاتی زمینوں کا شمار کسی کے بس میں نہیں ہے۔ جناب عبداللہ ملک پاکستان میں کمیونسٹ پارٹی کے سربراہ رہے ہیں۔ جبکہ ان کی اپنی کوٹھی ماڈل ٹاؤن لاہور میں کئی کنال اراضی پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ ایک درمیانے طبقے کے کمیونسٹ لیڈر ہیں۔ وڈیروں کی جائیداد کا احاطہ کون کرے گا۔

ذاتی جاگیر کو مزارعین میں تقسیم کرنے کی صرف ایک مثال میری نظر میں ہے۔ماضی مرحوم کے معروف سیاسی رہنما صوفی اللہ داد خان مرحوم رئیس اعظم عیسیٰ خیل جو قومی تحریکات میں احرار رہنما مولانا گل شیر خان شہید کے شریک کار رہے۔ آپ خاندانی رئیس تھے۔ مگر فطری حریت پسندی کی وجہ سے انگریز دشمنی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ انہوں نے جب مزارعین کے ساتھ حیوانوں جیسا سلوک ہوتے دیکھا تو ان کی فطری انسان دوستی اور دین دارانہ طبیعت اسے برداشت نہ کر سکی اور انہوں نے اپنی جاگیریں کا اکثر حصہ غریب مزارعین میں بانٹ دیا۔ رئیس اللہ داد خان کے علاوہ کون ایسا مردِ جلیل ہے جو ایسی سچی قومی و دینی ہمدردی کا مظاہرہ کر سکا ہو!۔

جاگیرداروں کی زمینوں کی بحق سرکار ضبطی ضرور ہونی چاہیے۔ انہی جاگیروں کی بدولت یہ ظالم وڈیرے لاکھوں مزارعین کی زندگیوں کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ اور کروڑوں ہم وطنوں کی گردنوں پر سوار ہیں اور عوام کی نام نہاد نمائندگی کے دعوے کے سہارے سالانہ اربوں روپے کے قرضے، کمیشن اور قومی خزانے سے بھاری رقوم ہڑپ کر کے قوم اور ملک کو عالمی اداروں کے آہنی شکنجے میں کستے جا رہے ہیں۔

ان جاگیروں، ذاتی سرمائے اور تمام ملکیتی اثاثوں کی چھان بین کر کے قومی خزانے کو پہنچائے جانے والے نقصانات کو ان کے اثاثہ جات فروخت کر کے پورا کیا جائے۔ بہت کم ایسے جاگیردار اس ملک میں بستے ہیں جو کسی حد تک ذاتی زمینوں کی ملکیت کے مدعی ہیں۔ ورنہ یہاں کی اکثریت عوام الناس کی لوٹی ہوئی زمینوں پر قابض ہے۔ جس کا قبضہ انہیں انگریز بہادر نے دیا تھا۔

۱۹۴۸ء میں مسلم لیگ کی زرعی کمیٹی نے ان جاگیروں کی تحقیق کے بعد اپنی رپورٹ ان الفاظ میں پیش کی تھی کہ " بڑے بڑے زمینداروں کے حقوق ملکیت کا جائزہ لیا جائے تو شاید کوئی بھی اپنا دعویٰ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے پہلے کی تاریخ کا ثابت نہ کر سکے "

اے آر شبلی مرحوم کا کہنا تھا کہ:

"میں نے کھوج لگایا تو معلوم ہوا کہ یہ دعویٰ بھی قومی اخلاق کے کسی تقاضے پر پورا نہیں اترتا۔ اکثر بڑے زمیندار ہندوؤں اور سکھوں کی اولاد ہیں۔ جنہوں نے اپنی لوٹ مار کے سلسلہ میں پاکستان کے اصل باشندوں کو مار بھگایا اور ان کی زمینوں پر قابض ہو گئے۔ بعد میں اگر یہی لوگ انگریزی راج کی جڑیں مضبوط کرنے کے لئے پیش پیش رہے تو اس پر تعجب نہیں ہو سکتا۔ ان میں حب الوطنی کا جذبہ پیدا ہی کب ہوا تھا کہ ان سے ملک و قوم کی خاطر مر مٹنے اور اعزاز و خطابات قبول نہ کرنے کی توقع رکھی جا سکتی"۔

(مولانا عبدالماجد دریا بادی)

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

''میں شہادت دیتا ہوں کہ انسان بھائی بھائی ہیں۔''

جس کے منہ سے یہ سندر بول نکلے تھے، آج اس کی پیدائش کا دن ہے۔ اسی نے آکر دنیا کو یہ پیغام دیا تھا۔ بتایا تھا کہ نسل کی، جلد کی، رنگ کی یا وطنی تقسیم کی بناء پر کسی سے جنگ کرنا یا کسی کو حقیر اور ذلیل سمجھنا حماقت ہے۔ یہ ساری چیزیں غیر اختیاری ہیں۔ انسان کے کردار کا، اس کے شرف اور عظمت کا، ان سے کیا سروکار، اور اسی نے آکر یہ منادی کی تھی کہ:

الخلق عیال اللّٰہ

مخلوق تو ساری، اللہ کا کنبہ ہے۔

فاحبہ الخلق الی اللّٰہ من احسن الی عیالہ

تو مخلوق میں، اللہ کی نظر میں محبوب ترین وہی ہے جو اس کنبہ کے ساتھ بہترین سلوک سے پیش آئے۔

مہر و محبت کے اس پیامبر کو، شفقت والفت، ہمدردی و انسانیت کے اس سچے پیام رساں کو ''رحمت عالم'' نہ کہیے تو آخر کہئے کیا؟

آج اس کی پیدائش کا دن ہے جس نے اپنے پیروؤں کو ہدایت کی تھی کہ حکمت و دانش تو تمہاری کھوئی ہوئی چیز ہے تو تم جہاں کہیں بھی پاؤ اپنی ہی چیز سمجھ کر حاصل کر لو اور اس وہم میں نہ پڑے رہو کہ یہ غیروں کی ہے، اسے ہم ہاتھ کیسے لگائیں۔ اور ہاں اسی نے یہ ہدایت بھی تو کی ہے کہ علم و دانش کی تحصیل سے غافل نہ رہو، یہ ہدایتیں آج بھی ایک دینی پیشوا کی زبان سے ایک حد تک نئی معلوم ہوتی ہیں اور پھر چھٹی صدی عیسوی میں جبکہ دنیا مختلف چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں اور ٹولیوں میں بٹی ہوئی تھی اور ایک دوسرے کے خلاف نسلی اور وطنی تعصبات کی سنگین دیواریں اٹھی ہوئی تھیں، اس وقت عام رواداری اور عالمگیر انسانیت کی تعلیم عرب کے ایک امی کی زبان سے بجائے خود ایک معجزہ تھی۔ آج اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد منانے کا دن ہے جس کا فرمان ہے:

من لا یرحم لا یرحم

جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا وہ خود رحم سے محروم رہے گا۔

شفقت و مہربانی کا یہ حکم کسی قبیلہ یا قوم کے ساتھ محدود نہیں، بلکہ نوعِ انسان کے لئے ہے اور نوعِ انسان بھی کیوں کہئے، یوں کہیئے کہ ساری مخلوق خدا کے لئے ہے۔ جس میں چرندے اور پرندے گھوڑے اور گدھے، کتے اور بلی، کبوتر اور مرغی سبھی شامل ہیں۔ اور بعض حدیثوں میں تو نام لے لے کر بعض بے زبان

جانوروں کے ساتھ حسن سلوک پر بشارتیں آئی ہیں۔ عمل اس تعلیم پر ہو جائے تو آج ضرورت نہ کسی "انجمن برائے انسداد بیرحمی برحیوانات" کی رہ جائے اور نہ کسی گھوڑے کی چابکوں سے چھلی ہوئی پیٹھ دیکھنے ہی کو مل پائے۔

آج اس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم میلاد ہے جس کی لائی ہوئی آسمانی کتاب کا پہلا سبق تھا کہ اللہ کا تعلق ربوبیت سارے ہی عالم ومافی العالم سے ہے۔ وہ خدا پروردگار قریشی کا نہیں، قوم عرب کا نہیں، گوروں کا نہیں، کالوں کا نہیں، مشرقیوں مغربیوں کا نہیں، بلکہ نیکوں اور بدوں، بڑوں اور چھوٹوں، سرداروں اور زیردستوں، شہزوروں اور کمزوروں، انسانوں اور جانوروں، سب ہی کا پروردگار ہے۔ ننھی سے ننھی، بے حقیقت مخلوق، پتھر کے کیڑے تک کی پرورش کرنے والا، اس کو اس کے کمالات کی طرف چلانے والا، وہی ایک ہے..... اخوت انسانی بلکہ ساری نظام کائناتی کی وحدت کی تعلیم اس سے زیادہ مؤثر ودل نشین انداز میں اور کیا ہو گی؟

اس نور نبوت نے جب اجالا شروع کیا ہے تو دنیا طرح طرح کی تاریکیوں اور گھرے گھرے اندھیروں میں لپٹی ہوئی تھی۔ جہالت نے ایک خدا کی خدائی میں ساجھے دار خدا معلوم کتنوں کو بنا دیا تھا اور مصلح برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عظیم الشان اصلاحوں کا سنگ بنیاد اسی عقیدۂ توحید کو رکھا۔ اس نے بندہ اور اس کے خالق کے درمیان ربط براہ راست قائم کر دیا۔ درمیانی واسطوں کو مٹایا اور دلوں اور دماغوں کا سہارا ماسوا کی طرف سے چھڑایا۔ اور عقیدہ کی ان بنیادی اصلاحوں کے معاً بعد وہ عملی زندگی کے سنوارنے اور سدھارنے میں لگ گیا۔ اور وہ قانون اور ضابطے اس نے اپنے اللہ کے حکم سے پیش کئے جو ایک طرف فرد کو سدھارتے گئے تو دوسری طرف سوسائٹی یا معاشرہ یا سماج کا اخلاق بھی نکھارتے گئے۔

شراب عرب سوسائٹی کا جزو اعظم تھی۔ ان کے اونچے طبقہ کے خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ دوستوں کی مجلس میں، برادری کی کسی دعوت میں، خاندان کی کسی تقریب میں، پیمانہ کی گردش اور جام کے دور کے بغیر بھی زندہ دلی باقی رہ سکتی ہے۔ اسی مصلح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر یہ عادت چھڑائی اور جو بھی کل تک شرابی اور بلانوش تھے، انہیں دم کے دم میں پاکباز، محتاط، تہجد گزار بنا دیا۔ جنگ جوئی، خونریزی، نبرد آزمائی گویا عرب کے خمیر میں داخل تھی۔ برسوں سے نہیں، صدیوں سے قبائلی اور خاندانی رقابتیں چلی آتی تھیں، اور عداوتیں گویا وراثت میں ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی رہتی تھیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آتے ہی اس کینہ کو ہر سینہ سے دھویا۔ اور جہاں بغض و نفرت کی بھٹیاں دہک رہی تھیں وہاں میل اور محبت کے پھول کھلا دیئے۔ یہ معجزہ تنہا عرب ہی کے لئے نہیں ہوا۔ عدل، خدا ترسی اور ادائے حقوق کے قانون ایسے تعلیم کر دیئے کہ ان پر عمل ہو تو آج بھی سارا عالم آتش کدہ سے گلزار میں تبدیل ہو جائے۔

سود در سود کے چکر سے دنیا جن مصیبتوں میں گرفتار چلی آ رہی ہے وہ سب پر روشن ہے۔ غریبوں کا

خون چوسنا اور اپنے اندر بجائے ہمدردی و شفقت کے سنگدلی اور بے دردی کے جذبات کو پرورش کرتے رہنا، سود خوار غریب کی قسمت کا نوشتہ ہے۔ اور پھر دنیا میں جو بڑی بڑی خونریز لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ سوچ کر دیکھئے کہ اگر بڑے بڑے سودی قرضے نہ ملتے تو یہ ہولناک اور انسانیت سوز جنگیں کبھی واقع ہو سکتی تھیں؟ دنیا کے اس سچے رہبر اور دین حق کے پیمبر نے انسانیت کی اس دکھتی ہوئی رگ کو پکڑا، اور اپنی شریعت کے ذریعہ اس کا پورا قلع قمع ہی کر کے چھوڑا یہ شرح سود ہلکی ہو یا بھاری، سودی معاملات کی ہر شکل اور ہر درجہ کو اس نے حرام ہی قرار دے دیا کہ بغیر اس حرمت کلی کے اس عذاب سے نجات پانا ممکن ہی نہ تھا۔

فحش و بدکاری کی وبا بھی دنیا پر ہمیشہ مسلط رہی ہے، مصر، یونان، روما کے بڑے بڑے حکیم اور فلسفی اس سے پیش نہ پاسکے بلکہ بہت سے تو خود ہی اس کا شکار ہو گئے۔ گندی شاعری، گندی مصوری، گندی نقاشی، گندے ناچ رنگ، یہ سب اس کے لوازم طرح طرح کی دلکشی اور رغبت افزا ناموں کے ساتھ رہے ہیں۔ محمد ابن عبداللہ کی لائی ہوئی شریعت نے ان ساری سڑی ہوئی لاشوں کے چہروں سے رنگین و خوش نما نقاب نوچ نوچ کر الگ کر دیئے اور ہر گندگی کی بیخ کنی بقدر اس کے مفسدہ کے کر دی۔

ان پیمبر میں اور وصف جو تھے وہ تو تھے ہی، ہزاروں کمالوں کا کمال یہ تھا کہ آپ حقیقت پسند (REALIST) اعلیٰ درجہ کے بلکہ بے نظیر تھے۔ آپ کی نظر عرفان ہمیشہ حقائق ہی پر رہتی تھی اور آپ کی شریعت نے احکام جتنے بھی دیئے ہیں وہ نہ شاعرانہ خیالی سبز باغ ہیں اور نہ فلسفیانہ وہمی نظریے ہیں، بلکہ تمام تر انسان کے کام آنے والی حال و مستقبل دونوں میں عملی ہدایتیں ہیں۔

عورت کے حق میں دنیا عموماً افراط و تفریط ہی سے کام لیتی آئی ہے۔ کبھی وہ گھٹائی گئی تو اتنی کہ جیسے اس کا شمار ہی دائرہ انسانیت میں نہیں اور کبھی بڑھائی گئی تو ایسی کہ جیسے مرد اس کے محکوم اور تابع ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر اس کا صحیح مرتبہ قائم کیا اور بتایا کہ عورت کسی حال میں مرد کی باندی نہیں بلکہ اس کی ماں ہے، بہن ہے، بیٹی ہے، بیوی ہے اور ہر رشتہ میں اپنے خاص خاص حقوق رکھتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے ذمہ خاص خاص فرائض بھی باپ کے، بھائی کے، بیٹے کے، شوہر کے لئے ہیں۔

غلاموں کو ایک دنیا ذلیل سمجھتی آرہی ہے۔ لفظ غلامی ذلت و پستی کا مرادف بن گیا تھا۔ اس نبی نے آکر اس لعنت کو بھی دور کیا اور غلاموں کو انسانی حقوق ہی میں شریک نہیں کرایا بلکہ عملاً غلاموں اور آقاؤں کو بھائی بھائی بنادیا۔ چنانچہ ان نام کے غلاموں کی اگر فہرست تیار کی جائے تو ان میں نہ صرف امیر و وزیر، سپہ سالار اور بہادر شاہ تک نظر آئیں گے، بلکہ بہت سے نام دینی پیشواؤں، فقہ و حدیث اور تفسیر کے عالموں کے بھی مل جائیں گے۔

ضعیفوں، مسکینوں، اپاہجوں، یتیموں، بیماروں کے ساتھ حسن سلوک اور مدارات کی جو ہدایتیں اس ہادی کی لائی ہوئی کتاب اور خود اس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں ملتی ہیں وہ اس کثرت سے ہیں کہ جمع کی

جائیں تو ایک دفتر تیار ہو جائے۔ نمونہ کے طور پر اس وقت ایک حدیث مبارک کا خلاصہ سن لیجئے:
قیامت کے دن خدا اپنے بندے سے ارشاد کرے گا کہ:
"میں بیمار ہوا تم نے میری خبر نہ لی۔ میں بھوکا رہا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا"
بندہ حیرت سے عرض کرے گا:
"الہ العالمین! یہ کیونکر..... تیری ذات پاک تو ہر بیماری اور بھوک سے بالاتر ہے"
ارشاد ہوگا کہ "فلاں بیمار کو تو دیکھتا ہوا چلا گیا، وہ ہم ہی تھے---- فلاں بھوکا تیرے علم میں آیا تھا، وہ ہم ہی تھے.....!"

حق یہ ہے کہ آپ کی نبوت پر اور جتنے دلائل ہیں بالفرض وہ سب معدوم ہو جائیں اور آپ کی شریعت کے صرف وہی حصے باقی رہ جائیں جو عام خلائق اور اس کے مختلف طبقوں کے ساتھ ہمدردی، محبت اور سلوک پر مشتمل ہیں تو تنہا یہی چیز آپ کی نبوت کے اعجاز کے لئے کافی دلیل بن سکتی ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کو سرے سے حرام قرار نہیں دیا بلکہ اسے بعض حالات میں جائز اور بعض حالات میں واجب بھی بنا دیا۔ البتہ اس پر قیدیں بڑی بڑی سخت لگا دی ہیں اور جہاد کو بجائے نفس پرستی یا ستم رانی کے ایک اعلیٰ درجہ کا مجاہدۂ نفس اور بہترین آلۂ دفع ظلم کا بنا دیا۔

اسی طرح اس نے دنیا جہان کے مجرموں، چوروں، ڈاکوؤں، خونیوں، شرابیوں، جواریوں، کے ہاتھ میں عفو عام کا پروانہ نہیں تھما دیا بلکہ اس نے اپنے وہی REALIST یا مصلح اکبر ہونے کی رعایت سے، ہر پھوڑے پھنسی کے لئے الگ الگ نشتر، الگ الگ آپریشن بھی تجویز کر دیئے۔ البتہ ثبوت جرم کا معیار بہت اونچا کر دیا۔ یہ نہیں کہ ادھر شبہ پیدا ہوا، ادھر سزا ٹھونک دی گئی۔

فطرت بشری جب تک اپنی موجودہ کمزوریوں کے ساتھ قائم ہے اور انسان کے خون فاسد میں گردش کر رہی ہے، مہر کے ساتھ قہر کی اور شاباش کی تسلیوں کے ساتھ تادیب کی گوشمالیوں کی حکیمانہ آمیزش لازمی ہی نہیں، عین رحمت و شفقت ہی کے مطالبہ کا پورا کرنا ہے۔ جس پاک ذات اور پاک صفات ہستی نے نہ صرف اپنی ان تعلیمات کے ذریعہ سے دنیا کو نمونۂ جنت بنا دینا چاہا بلکہ ۲۲، ۲۳ سال کے حیرت انگیز حد تک قلیل وقفہ میں ان کی عملی جھلک بھی اپنے وطن میں دکھا دی تھی اور کئی لاکھ مربع میل پر عدل و فضل، مہر و شفقت کی علمداری، دوست دشمن سب کی آنکھوں کے سامنے قائم کرا دی تھی، آج تاریخ روایت مشہور کے مطابق اسی کی پیدائش کی ہے، لیکن اگر قرآن نے یہ بھی کہا ہوتا، جب بھی ان کارناموں سے واقف ہو جانے کے بعد عقلِ سلیم خود ہی سوال کرتی ہے کہ اگر اسے رحمت اللعالمین نہ کہئے تو آخر کیا کہہ کر پکاریئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

◉

مولانا سید ابوالحسن ندوی

قرآن ایک صاف شفاف آئینہ ہے

جس میں افراد اور قومیں اپنا چہرہ دیکھتی اور اپنا مقام پہچانتی ہیں

میں نے ایک عزیز دوست سے سورۃ الانبیاء کی تلاوت سنی تو اس کی ایک عبرت آموز آیت نے میرے ذہن میں بے شمار معانی کے دریچے کھول دیئے۔ ارشادی باری ہے۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نال کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ ہے تو تم غور کیوں نہیں کرتے؟ (الانبیاء ۱۰)

یہ آیت ہمیں...... بتاتی ہے کہ قرآن ایک صاف شفاف، سچا، وفادار اور دیانت دار آئینہ ہے جس میں ہر شخص اپنے خدوخال دیکھ سکتا ہے، معاشرہ میں اپنا مقام پہچان سکتا ہے، اور خدا کے نزدیک اپنا مرتبہ معلوم کر سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن انسانوں کے اخلاق و صفات بیان کرتا ہے، اور اس میں انسانیت کے اعلیٰ اور ادنیٰ ہر طرح کے نمونہ کی تصویریں موجود ہیں۔ "فیہ ذکرکم" یعنی اس کتاب میں تمہارا بیان ہے، تمہارے حالات و اوصاف مذکور ہیں، جیسا کہ بہت سے علماء سے سمجھا ہے، سلف قرآن کو ایک زندہ، بولنے والی اور زندگی سے لبریز کتاب تصور کرتے تھے، ان کے نزدیک قرآن کوئی تاریخی اور آثار قدیمہ کی چیز نہیں تھی، جو صرف ماضی اور اگلے وقتوں کے لوگوں سے بحث کرتی ہو اور جس کا زندہ لوگوں سے بدلتی ہوئی انسانی زندگی اور انسانیت کے ان بے شمار و لامحدود نمونوں سے جو ہر زمان ومکان میں موجود رہتے ہیں کوئی تعلق نہ ہو۔

ہمارے اسلاف اپنے اخلاق و اوصاف اور اپنے اندورن کو بخوبی جانتے تھے، ہر چیز ان کے سامنے روشن اور عیاں ہوتی تھی، وہ اسی قرآن سے رہنمائی حاصل کرتے تھے، اسی عجیب و غریب کتاب میں اپنے چہرے ڈھونڈتے اور اپنے اخلاق و اطوار کی سچی اور صحیح تصویر تلاش کرتے تھے، اور بہت آسانی سے خود کو اس کتاب میں پاجاتے تھے اور پہچان لیتے تھے، اگر ذکر خیر ہوتا تو خدا کا شکر ادا کرتے اور کچھ اور ہوتا تو استغفار کرتے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے تھے۔

اس آیت کی تلاوت پر مجھے سیدنا احنف بن قیس (رحمۃ اللہ علیہ) کا ایک واقعہ یاد آیا، حضرت احنف بن قیس کبار تابعین میں سے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخصوص ترین اصحاب میں ان کا

شمار ہے، حلم میں ضرب المثل تھے، مگر اس کے باوجود جب غصہ ہو جاتے تو ان کی غیرت و حمیت میں جوش آجاتا، لوگ کہتے تھے کہ جب احنف کو غصہ آتا ہے تو ان کے ساتھ ایک لاکھ تلواریں غضبناک ہو جاتی ہیں، یہ واقعہ میں نے ابوعبداللہ محمد بن النصر المروزی (متوفی ۲۷۵ھ) کی تصنیف "قیام اللیل" میں پڑھا ہے، مصنف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں تھے، اور گمان غالب ہے کہ اس کتاب کی تالیف آپ ہی کے شہر بغداد میں ہوئی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت احنف بن قیس تشریف فرما تھے کہ انہوں نے کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو چونک پڑے اور فرمایا، ذرا قرآن مجید لانا۔ میں اپنا ذکر تلاش کروں اور معلوم کروں کہ میں کس کے ساتھ ہوں اور کس سے مشابہ ہوں۔

قرآن مجید کھولا تو اس آیت پر نظر پڑی جس میں کچھ لوگوں کے متعلق ارشاد ہے:

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝

رات کے تھوڑے سے حصے میں سوتے تھے اور اوقات سحر میں بخشش مانگا کرتے تھے، اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے دونوں کا حق ہوتا تھا۔ (الذاریات، ۱۷-۱۹)

پھر یہ آیت گزری

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝

ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں، (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف و امید سے پکارتے ہیں، اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (السجدہ ۱۶)

پھر ان کے سامنے ایک گروہ آیا جس کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۝

اور جو اپنے پروردگار کے آگے سجدہ کر کے عجز و ادب سے کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں۔

پھر ان کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کا قرآن مجید میں اس طرح ذکر ہے (الفرقان ۶۴)

الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، اور غصہ کو روکتے ہیں، اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں، اور اللہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔ (آل عمران ۱۳۴)

پھر ان کے سامنے کچھ نمونے آئے جن کا تعارف اس طرح کرایا گیا:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اور دوسروں کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں، خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو، اور جو شخص حرص نفس سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ (الحشر ۹)

پھر یہ آیت سامنے آئی۔

وَ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں، اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں، اور جو اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں، اور نماز پڑھتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں، اور جو مال ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (الشوریٰ ۳۷-۳۸)

پھر رک گئے اور فرمایا، اے اللہ یہاں تو میں اپنے آپ کو نہیں پارہا ہوں اور دوسری جگہ تلاش کرنا شروع کیا تو ایک جماعت کا تذکرہ دیکھا۔

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝

ان کا یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو غرور کرتے تھے، اور کہتے تھے بھلا ہم ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے کہیں اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں۔ (الصّٰفّٰت۔ ۳۵۔ ۳۶)

پھر ان کا ذکر گزرا:

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

اور جب تنہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منقبض ہوجاتے ہیں، اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے، خوش ہوجاتے ہیں۔ (الزمر۔ ۴۵)

پھر ان حضرات کا تذکرہ سامنے آیا جن سے سوال کیا جائے گا:

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝

(سوال ہوگا) تم دوزخ میں کیوں پڑے، وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ فقیروں کو کھانا

کھلاتے تھے، اور اہل باطل کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے، اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔ المدثر۔ ۴۲-۴۷)

پھر ٹھہر گئے اور فرمایا، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں ان لوگوں سے برات ظاہر کرتا ہوں اس کے بعد ورق الٹتے رہے، اور تلاش کرتے رہے، آخر کار جب اس آیت پر نظر پڑی۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور کچھ اور لوگ ہیں کہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔ انہوں نے اچھے اور برے عملوں کو ملاجلادیا تھا، قریب ہے کہ اللہ ان پر مہربانی سے توجہ فرمائے۔ بے شک اللہ بخشنے والامہربان ہے۔(۱) (التوبہ ۲-۱)

تو فرمانے لگے: خداوندا! میں انہیں لوگوں میں سے ہوں (۲)

آیئے ہم بھی اپنا ذکر اور اپنی تصویر پوری دیانت داری اور سنجیدگی سے قرآن میں تلاش کریں۔ قرآن بشیر بھی ہے اور نذیر بھی، صالحین کے ساتھ کفار و مشرکین کا بھی تذکرہ اس میں موجود ہے، قرآن افراد اور جماعتوں دونوں کی تصویر کشی کرتا ہے۔ ارشاد ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

اور کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تم کو دل کش معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے ماضی الضمیر پر اللہ کو گواہ بناتا ہے، حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیر کر چلاجاتا ہے (۳) تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تا کہ اس میں فتنہ انگیزی کر لے، اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں) کی نسل کو نابود کر دے اور اللہ فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے خوف کرو، تو غرور اس کو گناہ میں پھنسا دیتا ہے، سوایسے کو جہنم سزاوار ہے، اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔(البقرہ۔ ۲۰۴-۲۰۶)

پھر اس کے بعد ارشاد ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

اور کوئی شخص ایسا ہے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے، اور اللہ بندوں پر بہت مہربان ہے۔(البقرہ۔ ۲۰۷)

ایک جماعت کا ذکر اس طرح ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

اے ایمان والو اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیگا، تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا، جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں، اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں، اللہ کی راہ میں جہاد کریں، اور کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈریں، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ بڑی کشائش والا، اور جاننے والا ہے۔(المائدہ۔۵۴)

ایک دوسری جماعت کا تذکرہ اس طرح ہے

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں، جو اقرار انہوں نے اللہ سے کیا تھا، اس کو سچ کر دکھایا، تو ان میں بعض ایسے ہیں، جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے، اور بعض ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں، اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا۔(الاحزاب۔۲۳)

شکر اور احسان شناسی کی ترغیب دلاتے ہوئے قرآن انبیاء اور ان کے متبعین کا ذکر کرتا ہے اور ناشکری، احسان فراموشی، غرور اور حسن سلوک کا جواب بد سلوکی سے دینے کی مذمت کرتے ہوئے، اور اس کے انجام بد سے ڈراتے ہوئے فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا۔ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتارا۔(ابراہیم۔۲۸)

اور اس کی مثال ایک بستی سے دیتا ہے جس نے اللہ کی نعمتوں کو فراموش کر دیا۔ اور جس کے افراد اپنی خوشحالی پر اترانے لگے، ارشاد ہوتا ہے:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے بستی تھی، ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا، مگر ان لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، تو اللہ نے ان کے اعمال کے سبب ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری کا) مزہ چکھایا۔(النحل۔۱۱۲)

یہ انسانی اور اخلاقی نمونے جو قرآن نے مختلف ناموں سے پیش کئے ہیں کہیں کسی مطلق العنان فرما

نروا کے نام سے مثلاً فرعون، کہیں کسی سرکش وزیر یا امیر کے نام سے مثلاً ہامان، کہیں کسی متکبر اور بخیل سرمایہ دار کے نام سے مثلاً قارون، کہیں کسی ظالم و جابر قوم کے نام سے مثلاً ثمود یہ، تمام لازوال انسانی نمونے ہیں، جو کسی زمان و مکان کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں، اور یہ تمام نمونے انسانی فطرت کے مختلف کمزور پہلوؤں اور گوشوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

قرآن کریم نے ان افراد اور جماعتوں کے انجام پر بھی روشنی ڈالی ہے اور صفائی کے ساتھ کہا ہے کہ جو بھی ان کے نقش قدم پر چلے گا اور ان کو اپنا رہنما اور قائد تسلیم کرے گا، اس کا انجام بھی وہی ہو گا جو ان افراد اور جماعتوں کا ہوا۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۙ

جو لوگ پہلے گذر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے، اور اللہ کا حکم مقرر ہو چکا ہے"

بقیہ از ص ۴۳

"خدائے تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ جس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں" (از اخبار الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء)۔ "جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا" (حقیقت الوحی صفحہ ۱۶۳)

صاحبو! سلطنت برطانیہ کے "خود کاشتہ پودے" کا مرکز آج بھی لندن میں برطانیہ کے زیر سایہ چل رہا ہے۔ ہر وہ احمدی جو اس مرکز کو اپنی ۱۰ فیصد آمدنی باقاعدہ ارسال نہیں کرتا۔ منافق سمجھا جاتا ہے، مرزا صاحب کا اپنا گھرانہ اس چندے سے آزاد رہا ہے۔ گمنام خط بھیجنے والے محترم ہماری طرح ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

فتنۂ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

(بہ شکریہ ہفت روزہ "فیملی میگزین" ۱۷ تا ۲۳ مئی ۱۹۹۸ء)

۱۔ آیات کا ترجمہ مولانا فتح محمد صاحب کے ترجمہ قرآن سے برائے نام فرق کے ساتھ منقول ہے۔
۲۔ کتاب قیام اللیل طبع ملتان ۱۳۲۰ھ صفحہ ۱۳
۳۔ بعض لوگوں نے "تولیٰ" کا ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ "جب اس کو حکومت اور اقتدار حاصل ہوتا ہے"

نعت

اے رسول خدا سرور انبیاء — تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا
تجھ سا ڈھونڈے ملے نہ کہیں دوسرا — تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا
تیری صورت خدائی کی تکمیل ہے — تیری سنت بھلائی کی تعمیل ہے
ساری دنیا کہے تجھ کو نور خدا — تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا
تیرے الطاف ہیں برزمان و زمیں — تیرا ہر فیصلہ ہے قرآن مبیں
تیری ہر بات میں ہے خدا کی رضا — تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا
سارے عالم میں ڈھونڈا ملا نہ کہیں — کوئی تجھ سا امیں تیرا فکر حسیں
تیرا رتبہ بلند تر ہے بعد از خدا — تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا
تیرے اصحاب سب سے ہیں اعلیٰ ہوئے — تیری صحبت ملی جس سے بالا ہوئے
یہ ترا سلسلہ سب ہے نور ہدیٰ — تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا
تیرا ذکر حسیں جس جگہ بھی چلے — دل کو لذت ملے جاں کو فرحت ملے
دل ترے عشق میں میرا ڈوبا ہوا — تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا
تیرے اقوال میں تیرے کردار میں — تیرے افعال میں تیرے افکار میں
سارے عالم کی ہے بس انہیں میں بقا — تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا
خالق خلق منظر پہ لایا تجھے — خاتم الانبیاء پھر بنایا تجھے
سارے نبیوں نے کی اک تری اقتدا — تو ہے سب سے جدا تو ہے سب سے جدا
ایسی عظمت خدا نے بنائی تری — سارے عالم پہ رحمت ہے چھائی تری
عرش رَبِّ عُلیٰ ہے تری انتہا — تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا
آج در پہ ترے یہ حبیب حزیں — التجا کر رہا ہے بصدق و یقیں
ہو شفاعت مری بس بروز جزا — تو ہے سب سے جدا، تو ہے سب سے جدا

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی
مہتمم جامعہ ملیہ اسلامیہ فیصل آباد

سید کاشف گیلانی

نعت

حسنِ سراپا شاہدِ یزداں، صلی اللہ علیہ وسلم
ماہ بہ جیب و مہر بداماں، صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کا نام ہے سب سے بالا، آپ سے بڑھ کر رتبہ کس کا
آپ تو ہیں کونین کے سلطاں صلی اللہ علیہ وسلم
آپ سے ساری بزم ہے جگمگ، ہر گوشہ ہے تاباں تاباں
آپ ہیں شمعِ بزمِ رسولاں، صلی اللہ علیہ وسلم
آپ ہمارے آقا و مولیٰ، آپ ہمارے ملجا و ماویٰ
آپ تو ٹھہرے رحمتِ یزداں، صلی اللہ علیہ وسلم
میں دکھیارا درد کا مارا، آپ کا ہے در کا سہارا
آپ ہیں میرے درد کا درماں، صلی اللہ علیہ وسلم
کاشف کی اوقات ہی کیا ہے، ذکر ہی کیا ہے بات ہی کیا ہے
آپ کے خادم بوذر و سلماں، صلی اللہ علیہ وسلم

میرے محبوب ترے حسن کا صدقہ دے دوں
جو مجھے جان سے پیارا ہے وہ بیٹا دے دوں
ترے آگے زرِ دنیا کی حقیقت کیا ہے
تیرے نعلین کے بدلے، زرِ دنیا دے دوں
جان سے پیاری ہے، خاکِ رہِ طیبہ مجھ کو
کیوں میں سائل تجھے، خاکِ رہِ طیبہ دے دوں
مجھ پہ ہو جائے اگر چشمِ عنایت تیری
جان ناچیز کا خوش ہو کے میں ہدیہ دے دوں
جان دوں جا کے مدینے میں تمنا ہے یہی
اس تمنا میں یہیں جان نہ آقا دے دوں
ظلمتوں میں جو بھٹکتے ہیں مرے بس میں ہو کاش
میں انہیں معرفتِ حق کا اجالا دے دوں
وہ غلام اپنا اگر مجھ کو بنالیں کاشف
ان کی دہلیز پہ میں شوق سے بوسہ دے دوں

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں غیر مسلم شعراء کا

ہدیہ عقیدت

گورنانک جی

اَٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون سنڑے سُول
دوزخ پوندا کیوں رہے جاں چت نہ ہوئے رسول

⊙

م من محمد من توں، من کتاباں چار
من خدائے رسول نوں، سچا ای دربار

ترجمہ "وہ شخص آٹھوں پہر بھٹکتا پھرے اور اس کے سینے میں درد اٹھتا رہے۔ وہ دوزخ میں کیوں نہ پڑے جب اس کے دل میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہ نہ ہو۔"

ترجمہ "تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مان اور چار کتابوں کو بھی مان، تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں) کو مان، کیونکہ خدا کا دربار سچا ہے۔"

سرکش پرشاد شاد

کانِ عرب سے لعل نکل کر سرتاج بنا سرداروں کا
نام محمد اپنا رکھا سلطان بنا سرداروں کا
باندھ کے سر پر سبز عمامہ کاندھے پر رکھ کر کالی کملی
ساری خدائی اپنی کر لی مختار بنا مختاروں کا
تیرا چرچا گھر گھر ہے جلوہ دل کے اندر ہے
ذکر ہے تیرا لب پہ جاری دلدار بنا دلداروں کا
روپ ہے تیرا رتی رتی نور ہے تیرا پتی پتی
مہر و ماہ کو تجھ سے رونق نور بنا سیاروں کا
بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ تھے چار عناصر ملت کے

کثرت وحدت میں جیسے حال وہ تھا ان چاروں کا
کسبِ تجلی کرتے تھے چاروں مہر نبوت سے
بخت رسا تھا برج شرف میں تیرے چار یاروں کا
بادۂ عرفان ملتا ہے ساقی کے میخانہ سے
شاد مقدر فضل خدا سے جاگا اب مے خواروں کا

پنڈت کیفی دہلوی

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولِ دوسرا کا
مضمون ہو عیاں دل میں جو لولاک لما کا
تھی بعثت محمود خداوند کو منظور،
تھا پھل وہ بشارت کا نتیجہ نہ دعا کا
پہنچایا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو
پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا
معراج ہو مومن کو نہ کیوں اس کی زیارت
ہے خلد بریں روضہ پرنور کا خاکا
دے علم و یقیں کو میرے رفعتِ شہ عالم
نام اونچا ہے جس طرح حرا اور صفا کا
یوں روشنی ایمان کی دے دل میں کہ جیسے
بطحا سے ہوا جلوہ فگن نور خدا کا
ہے حامی و ممدوح میرا شافع عالم
کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روز جزاء کا

ہری چند اختر

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کردیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کردیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
شوکت مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الہیٰ قصر کسریٰ کر دیا
کس کی حکمت نے کیا یتیموں کو درِ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
کہہ دیا لاتقنطوا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سربسرِ محو تمنا کر دیا
سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کردیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

کور مہندر سنگھ بیدی سحر

تکمیلِ معرفت ہے محبت رسول کی
ہے بندگی خدا کی اطاعت رسول کی

ہے مرتبہ حضور کا بالائے فہم و عقل
معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسول کی

تسکینِ دل ہے سرور کون و مکاں کی یاد
سرمایہ حیات ہے الفت رسول کی

انسانیت، محبتِ باہم، تمیزِ عقل
جو چیز بھی ہے سب ہے عنایت رسول کی

رانا بھگوان داس

نبی مکرم شہنشاہ عالی
بہ اوصاف ذاتی و شان کمالی

جمال دو عالم تری ذاتِ عالی
دوعالم کی رونق تری خوش جمالی

خدا کا جو نائب ہوا ہے یہ انساں
یہ سب کچھ ہے تری ستودہ خصالی

تو فیاضِ عالم ہے داتا ئے اعظم
مبارک ترے در کا ہر اک سوالی

نگاہ کرم ہو نواسوں کا صدقہ
ترے در پہ آیا ہوں بن کر سوالی

میں جلوے کا طالب ہوں اے جان عالم
دکھا دے دکھا دے وہ شان جمالی

ترے آستانے پہ میں جان دوں گا
نہ جاؤں نہ جاؤں نہ جاؤں گا خالی

تجھے واسطہ حضرت فاطمہؓ کا
مری لاج رکھ لے دو عالم کے والی

نہ مایوس ہونا یہ کہتا ہے بھگوان
کہ جودِ محمد ہے سب سے نرالی

پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی

امیر المؤمنین خلیفۂ بلافصل رسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

انبیاءکرام علیہم السلام کے بعد سب سے افضل انسان

قسط اوّل

ا....... آپ کا نام عبداللہ کنیت ابو بکر اور لقب، صدیق ہے اور عتیق بھی، آپ خاندانِ قریش کی شاخ بنو تیم سے تعلق رکھتے تھے، آپ کا سلسلۂ نسب آٹھویں پشت (عثمان، عامر، عمرو، کعب، سعد، تیم، مُرہ) پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب (عبداللہ، عبدالمطلب/ شیبہ (عامر)، ہاشم (عمرو)، عبد مناف (مغیرہ)، قصی (زید)، کلاب (حکیم)، مرہ، کعب، لوی، غالب، قریش (فہر) مالک، نضر (قیس)، کنانہ، خزیمہ، مدرکہ (عمرو) الیاس، مضر (عمرو) نِزار، معد، عدنان میں شامل ہو جاتا ہے۔

۲. ..... آپ نام کی بجائے کنیت سے معروف ہیں اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کو اسی کنیت سے پکارتے تھے۔

۳....... آپ صدیقہ کائنات ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد اور ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ماں جائی بہن، اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے گویا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر بھی تھے اور ہم زلف بھی۔

۴....... امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کے بیٹے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے داماد (یعنی حفصہ بنت عبدالرحمن کے شوہر) محمد بن ابی بکر کے ہم زلف (یعنی شہر بانو بنت یزد جرد کے شوہر) اور آپ کے نواسے مصعب بن زبیر کے سسر (یعنی سکینہ بنت حسین کے والد) تھے۔

۵....... آپ کے پوتے قاسم بن محمد، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے زین العابدین علی بن حسین کے خالہ زاد بھائی اور سمدھی، امام باقر محمد بن علی کے سسر امام جعفر صادق کے نانا تھے۔ جبکہ امام جعفر صادق کی نانی یعنی اسما بنت عبدالرحمن آپ کی پوتی تھیں، امام جعفر صادق آپ کے خصائص و فضائل کے علاوہ اس نسبی تعلق کی وجہ سے بھی آپ کا ذکر نہایت ادب و احترام سے کرتے تھے، خود ان کا قول ہے "ولدنی ابوبکر مرتین یعنی مجھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو بار جنا ہے (اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۷ صفحہ ۲۷۲)

۶ .... آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً سوا دو سال بعد جمادی الاخریٰ کے آخر یا رجب کے شروع میں پیدا ہوئے، آپ مکہ مکرمہ کے نیک نام اور صاحب ثروت تاجر تھے، معاملہ فہمی، فراست و بصیرت اور قوت فیصلہ کے لحاظ سے نمایاں مقام رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی وابستگی اور مخلصانہ دوستی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے اپنے افراد خانہ کے بعد سب سے پہلے آپ کے سامنے دعوت ایمان پیش کی جسے آپ نے کسی غور وفکر یا دلیل و وضاحت طلبی کے بغیر فوراً ہی قبول کر لیا، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ: "میں نے جس کسی پر بھی اسلام پیش کیا وہ اسلام سے کچھ نہ کچھ جھجکا، مگر ابو بکر، کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے میں ذرہ بھر کوئی توقف نہیں کیا" (سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از مولانا محمد ادریس کاندھلوی اشاعت ۱۹۸۳ء جلد ا صفحہ ۱۵۶)

۷ .... واقعہ معراج کی کفار مکہ کے سامنے کسی تحقیق کے بغیر بلا توقف مدلل تصدیق پر بارگاہ نبوت سے آپ کو "صدیق" کا لقب عطا کیا گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ان کا نام "صدیق" رکھ دیا" (تہذیب الاسماء و اللغات از امام نووی جلد ۲ صفحہ ۱۸۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ کوہ احد پر تشریف لے گئے، پہاڑ لرزنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اے احد قرار پکڑ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں" (بخاری ابواب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ)

۸ .... مطیعین سمیت انعام یافتہ پانچ گروہوں میں پہلا گروہ انبیاء کرام علیہم السلام کا اور دوسرا گروہ صدیقین کا ہے (پارہ ۵، رکوع ۶ سورہ النساء آیت ۷۵)

صدیقین وہ خوش نصیب افراد ہیں جن کی تصدیق حق کی پہچان کا ذریعہ ہوتی ہے اور ان کی فکری و عملی قوت نورِ نبوت سے پوری طرح منور اور ایمان و صداقت میں اس کا عکس ہوتی ہے، نبوت اور صدیقیت ایک دوسرے سے متصل ہیں، اگرچہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا مگر صدیقیت کا سلسلہ باقی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت کا اختتام ہیں جبکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس امت میں صدیقیت کا آغاز ہیں، گویا کہ آپ نہ صرف تمام صدیقین کے سردار ہیں بلکہ سلسلۂ نبوت سے ان کے تعلق کا واسطہ بھی ہیں، دوسرے یہ کہ آپ ایسے اکیلے صدیق ہیں جنہیں صدیقیت کی اجتماعی یا گروہی سند کے ساتھ ساتھ صدیق کا شخصی لقب بھی حاصل ہے اس لئے آپ کو صدیق اکبر کہا جاتا ہے۔

۹ .. .... صدیق کے علاوہ آپ کا دوسرا لقب "عتیق" ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: "ایک دن آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انت عتیق اللّٰہ من النار یعنی تو اللہ تعالیٰ کی طرف

سے جہنم کی آگ سے آزاد کیا ہوا ہے پس اس دن سے آپ کا نام "عتیق" پڑ گیا" (مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ الفصل الثانی)

۱۰ ...... آپ سے پہلے ایمان لانے والوں میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی یعنی تابع تھیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی دو بد نصیب بیویوں کو چھوڑ کر بحیثیت مجموعی انبیاء کرام علیہم السلام کی بیویاں اپنے شوہروں پر ایمان لائیں اگرچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خود طاہرہ تھیں۔ پاکیزہ فطرت، نورانی سیرت اور صاحب خلق عظیم شوہر کی تصدیق و حمایت سے محروم کیسے رہ سکتی تھیں۔ مگر ان کے سامنے اپنے چچازاد بھائی اور آسمانی کتابوں کے عالم ورقہ بن نوفل کی تصدیق بھی موجود تھی، حضرت زینب رضی اللہ عنہا (عمر دس سال)، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (عمر سات سال)، بیٹیاں تھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ (عمر دس سال) نابالغ اور زیر کفالت تھے۔ بچوں میں عام طور پر بڑوں کی پیروی کا رجحان پایا جاتا ہے اس لئے ان کا ایمان مستقل حیثیت رکھنے کی بجائے بڑوں کے تابع ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ ان کے ایمان میں توقف کی کیفیت بھی پائی جاتی ہے وہ یوں کہ بعثت سے اگلے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھتے دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ اللہ کا دین ہے یہی دین لے کر پیغمبر دنیا میں آئے۔ میں تم کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں کہ اسی کی عبادت کرو اور لات و عزیٰ کا انکار کرو" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا "یہ بالکل ایک نئی شے ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی جب تک میں اپنے باپ ابو طالب سے اس کا ذکر نہ کر لوں اس وقت تک کچھ نہیں کہہ سکتا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات شاق گذری کہ آپ کا راز کسی پر فاش ہو۔ اس لئے فرمایا: "اے علی! اگر تم اسلام نہیں قبول کرتے تو اس کا کسی سے مت ذکر کرو۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔ ایک رات گذرنے نہ پائی کہ دل میں اسلام ڈال دیا گیا۔ جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کو کچھ عرصہ تک ابو طالب سے مخفی رکھا۔ بعد ازاں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے (سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) جلد ا ص ۱۵۵) جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام، زیر کفالت اور منہ بولے بیٹے تھے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غلام یا آزاد کردہ غلام نہیں، آزاد تھے، تابع نہیں صاحب رائے اور خود مختار تھے، نابالغ نہیں بالغ و عاقل تھے، زیر کفالت نہیں مال دار اور صاحب شوکت و مرتبت تھے، ان کا ایمان کسی اثر، کفالت یا گھر کے بڑوں کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ مستقل، شعوری اور ارادی تھا جس کی وجہ سے دوسروں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل یعنی معجزہ ثابت ہو رہا تھا۔ اس لحاظ سے آپ کو ایمان لانے میں گھر سے باہر کے افراد پر زمانی جبکہ افراد خانہ پر مرتبی اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔

۱۱ ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک روز فرمایا- "لوگو بتاؤ! سب سے بہادر کون ہے؟ پھر خود ہی فرمایا: ابو بکر، میں نے خود دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے پکڑ رکھا تھا اور کہہ رہے تھے، کیا تو نے ہی سارے معبودوں کو ایک بنا رکھا ہے، خدا کی قسم! ہم میں سے کوئی قریب بھی نہیں گیا صرف ابو بکر رضی اللہ عنہ پہنچے ایک کو اِدھر دھکا دیا دوسرے کو پکڑ کر کھینچا اور فرمایا تمہارا برا ہو (اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللّٰہ) کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے یہ فرما کر حضرت علی رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ ریش مبارک تر ہو گئی، پھر فرمایا کہ میں قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا آل فرعون کا مومن افضل تھا یا ابو بکر رضی اللہ عنہ؟ پھر خود ہی فرمایا: خدا کی قسم! ابو بکر کی ایک ساعت آلِ فرعون کے مومن کی زندگی سے افضل ہے (تفسیر مظہری اردو جلد ۱۰ صفحہ ۲۳۲ پارہ ۲۴ سورہ المومن آیت ۲۸)

۱۲ ...... اولین ایمان لانے والوں میں دیگر افراد کا ایمان ان کی ذات تک محدود تھا جبکہ آپ کا ایمان متعدی تھا، آپ کی تحریک و ترغیب پر چند ہی دنوں میں عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، عبدالرحمن بن عوف، طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور اس کے ساتھ ہی حلقہ ایمان بتدریج وسیع ہونا شروع ہو گیا- گویا کہ باقی افراد کا ایمان ان کی ذاتی فضیلت و سعادت کی نشان دہی کرتا ہے جبکہ آپ کا ایمان آپ کی ذاتی فضیلت کا عکاس بھی ہے دوسروں کے لئے ترغیب ایمان کا ذریعہ بھی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و صداقت کی دلیل بھی-

۱۳ ...... صحابی اس خوش نصیب کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری دی ہو اور ایمان ہی کی حالت میں اس کا انتقال ہوا ہو، جس طرح نبوت غیر اختیاری ہے اسی طرح صحابیت بھی غیر اختیاری ہے- صحبت اقدس سے سب سے زیادہ مشرف صحابی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، صحابیت کتنا بڑا انعام ہے اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا کی زندگی ہی میں نہ صرف جنت کی خوش خبری دی ہے بلکہ اپنی رضا کی سند بھی عطا فرمائی ہے (مثلاً پارہ ۱۱، رکوع ۲، آیت ۱۰۰) اس لئے ان میں سے ہر ایک کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا ایسی عظیم نعمت ہے جو اہل جنت کو سب نعمتوں کے بعد دی جائے گی اور اس کے مقابلے میں انہیں جنت کی ساری نعمتیں حقیر معلوم ہوں گی، غزوہ احد میں ان میں سے جن افراد سے لغزش ہوئی ان کی معافی کا اعلان دوبارہ فرمایا گیا ایک بار خود ان سے خطاب کر کے (پارہ ۴، رکوع ۷ آیت ۱۵۲) دوسری بار دوسروں کے لئے خبر کے طور پر (ایضاً آیت ۱۵۵) تاکہ اس کے بعد کسی کے لئے ان کے بارے میں لب کشائی کی گنجائش باقی نہ رہے- نیز یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ بھی ان کو معاف فرما دیں ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں اور ان کا اعزاز مشاورت برقرار رکھیں (ایضاً

رکوع۸، آیت۱۵۹) بعد کے ایمان والوں کو قرآن مجید میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ ہمارے دلوں کو ہم سے پہلے والے اہل ایمان کے بارے میں غبار سے محفوظ فرما (پارہ ۲۸، رکوع۴، آیت۱۰) اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس امت میں سب سے پہلے اہل ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، قرآن مجید میں ۸۸ مقامات پر یاایھاالذین امنوا کی صورت میں اہل ایمان سے خطاب کیا گیا ہے، اس کے براہ راست اور اوّلین مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، یہ مقدس حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور سیرت و کردار کے نہ صرف عینی شاہد ہیں بلکہ نور نبوت کو پوری طرح جذب کر کے بعد کی امت میں منتقل اور منعکس کرنے کا واحد ذریعہ بھی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "میرے صحابہ کو برا مت کہو، اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خیرات کرو تو تمہارا ثواب ان کے ایک سیر تو کیا نصف سیر کے ثواب کے برابر بھی نہیں ہو سکتا" (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ رضی اللہ عنہم الفصل الاوّل) "میری امت میں سب سے بہتر میرے ہم عصر یعنی میرے صحابہ ہیں" (ایضاً) "تم میرے صحابہ کی تعظیم کرو یقیناً وہی تم میں سب سے بہتر ہیں" (ایضاً الفصل الثانی) "میرے بعد میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، انہیں اپنی غرض کا نشانہ مت بنالینا پس ان سے محبت وہی کرے گا جسے مجھ سے محبت ہو گی اور ان سے نفرت وہی رکھے گا جو مجھ سے نفرت رکھتا ہو گا، جس نے انہیں ستایا گویا کہ اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کو ستایا" (ایضاً) "اے اللہ! تو میرے صحابہ کی بخشش فرما اور اس شخص کی بھی بخشش فرما جس نے (ایمان کی حالت میں) ان کو دیکھا ہو" (درالسحابہ فی مناقب القرابۃ والصحابہ رضی اللہ عنہم از محمد بن علی شوکانی، مکتبہ سید احمد شہید لاہور صفحہ ۱۰۷ بحوالہ طبرانی) "جس نے اسلام کی حالت میں مجھے دیکھا یا اسے دیکھا جس نے مجھے دیکھا ہے تو اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی" (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ رضی اللہ عنہم الفصل الثانی) "بے شک مجھے اللہ تعالیٰ نے چنا اور اسی ہی نے میرے لئے میرے اصحاب اور میرے سسرال کو چنا، عن قریب کچھ لوگ آئیں گے جو انہیں برا کہیں گے اور ان کا نقص بیان کریں گے پس (لا تجالسوھم) تم نہ انہیں اپنے پاس بٹھانا نہ ان کے پاس بیٹھنا، (ولا تشاربوھم) نہ انہیں پلانا نہ ان سے پینا (ولا تؤاکلوھم) نہ انہیں کھلانا نہ ان سے کھانا (ولا تناکحوھم) نہ ان کے نکاح میں دینا اور نہ انہیں اپنے نکاح میں لینا" (درالسحابہ صفحہ ۱۰۵ بحوالہ عقیلی) دعو الی اصحابی "یعنی تم میری خاطر ہی میرے صحابہ کو اپنے حال پر چھوڑ دو" (ایضاً بحوالہ مسند احمد) "پس جس نے میرے کسی ایک صحابی کو برا کہا پس اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت" (ایضاً صفحہ ۱۰۶ بحوالہ طبرانی) فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت (ایضاً صفحہ ۱۰۴ بحوالہ طبرانی و حاکم)

۱۴...... مشہور و معلوم انبیاء کرام علیہم السلام میں سے یہ خصوصیت صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

حاصل ہے کہ ان کی مسلسل چار پشتیں یعنی خود، دو بیٹے (اسمٰعیل و اسحٰق) پوتے (یعقوب) اور پڑپوتے (یوسف، علیہم السلام) نبی ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایسے واحد صحابی ہیں جن کی چار پشتیں (۱) یعنی ان کے والدین (ابو قحافہ عثمان بن عامر اور ام الخیر سلمی بنت صخر) (۲) خود اور ان کی ازواج میں سے تین (یعنی ام رومان، زینب، اسما بنت عمیس، حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری) (۳) ان کی اولاد میں تینوں بیٹے عبدالرحمن، عبداللہ، محمد (یہ تیسرے بیٹے حجۃ الوداع کے لئے جاتے ہوئے ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے) تین بیٹیوں میں سے دو بیٹیاں اسماء، عائشہ (تیسری بیٹی ام کلثوم والد کے انتقال کے بعد پیدا ہوئی) (۴) آپ کے نواسے عبداللہ بن زبیر (جنہیں مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں سب سے پہلے پیدا ہونے والے بچے کا شرف حاصل ہے، یہودیوں نے یہ دعویٰ کر رکھا تھا کہ ہم نے جادو کر کے مسلمانوں کے ہاں اولاد کا سلسلہ بند کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا دعویٰ ان کی پیدائش کی صورت میں باطل فرما دیا) اور آپ کے پوتے ابو عتیق محمد بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہم صحابی ہیں (آپ کا بھائی کوئی نہیں تھا البتہ دو بہنیں ام فروہ اور قریبہ رضی اللہ عنہا تھیں یہ دونوں بھی شرف صحابیت سے سرفراز ہوئیں۔)

۱۶---جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد ہجرت کی، اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال اور جان سے جہاد کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں آٹھ انعامات کی خوش خبری دی ہے، اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا بہت بڑا درجہ ہے، دوسرے یہ کہ وہ پوری طرح کامیاب ہونے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کامیابی جہنم سے نجات پا کر جنت میں داخل ہو جانا ہے (پارہ ۴، رکوع ۱۰، آیت ۱۷۵) تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی اور انعامی رحمت کے مستحق ہیں یعنی ایسی رحمت جس سے انسان دنیا کی زندگی میں ہدایت پر ثابت قدم رہتا ہے اور آخرت میں فلاح پاتا ہے، چوتھے یہ کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے، پانچویں یہ کہ ان کے لئے جنت ہے، چھٹے یہ کہ اس جنت کی نعمتیں دائمی ہوں گی، ساتویں یہ کہ خود ان اہل جنت کو دوام حاصل ہو گا، آٹھویں یہ کہ اللہ کے پاس ان کا ایسا اجر ہے جس میں کمی کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا (پارہ ۱۰، رکوع ۹، آیت ۲۰، ۲۱، ۲۲)

سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفات اور ان کے لئے انعامات بیان کر کے دوسروں کو ان کی پیروی کی ترغیب دی جا رہی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ جملہ انعامات کامل ترین صورت میں حاصل ہیں۔ کیونکہ وہ نہ صرف صحابی تھے بلکہ ان صفات میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نمایاں فوقیت رکھتے تھے۔ وہ یوں کہ شعوری اور غیر تابع ایمان لانے والوں میں آپ کو اوّلیت حاصل ہے، ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق ہیں۔ آپ کی ہجرت کا ذکر قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ساتھ کیا گیا ہے جو قیامت تک تلاوت کیا جاتا رہے گا (جس طرح آپ کی بیٹی ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت و پاک دامنی قیامت تک تلاوت کی

جاتی رہے گی) جس وقت آپ اسلام لائے، آپ کے پاس دیگر مال کے علاوہ چالیس ہزار درہم نقد تھے۔ ان میں سے پینتیس ہزار درہم مکہ مکرمہ ہی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کر ڈالے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سمیت ایمان لانے والے ان سات مرد عورتوں کو جو غلامی کی وجہ سے انتہائی ظلم و ستم کا شکار تھے منہ مانگی قیمت پر خرید کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح و تحسین میں سورہ الیل (پارہ نمبر ۳۰) نازل کی اور انہیں اتقیٰ (سب سے بڑا متقی) کا خطاب عطا فرمایا جبکہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقکم (پارہ ۲۶، رکوع ۱۴ سورہ الحجرات، آیت ۱۳) بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں اتقیٰ ہو گویا اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ عزت والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ظاہر ہے کہ اس صورت میں ان کی موجودگی میں خلافت کا مستحق ان کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟ نیز اس سورت کے آخر میں آپ کو آخرت میں راضی ہو جانے کی خوشخبری اسی طرح دی گئی ہے جس طرح سورۃ والضحیٰ (پارہ نمبر ۳۰) میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہے۔

۱۶...... آپ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی پہلی تعمیر کے لئے زمین کی قیمت ادا کی، ۹ھ میں غزوہ تبوک کے موقع پر اپنا کل اثاثہ خدمت اقدس میں پیش کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے کثیر مال کا نصف پیش کیا، روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گھر میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی ان دونوں پر ایمان) کو باقی چھوڑ آیا ہوں، جس پر میں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے جان لیا کہ میں کسی معاملے میں بھی ان سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا (مشکواۃ باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ الفصل الثانی)

۱۷......... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے، انہوں نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی، مجھے ہجرت کے لئے سواری فراہم کی اور اپنے مال سے بلال (رضی اللہ عنہ) کو آزاد کرایا (تفسیر قرطبی جلد ۲۰ صفحہ ۸۹ سورہ الیل)

۱۸....... آپ تمام غزوات میں شریک رہے۔ غزوہ احد میں ثابت قدم رہنے والوں میں تھے (سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۲ صفحہ ۲۰۷) بیعت رضوان میں شریک تھے، صلح نامہ حدیبیہ پر مسلمانوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے بعد آپ کا مبارک نام لکھا گیا (اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱ صفحہ ۷۵۳) جو آپ کی خلافت بلافصل کا ایک اہم اشارہ ہے۔

۱۹.......... قرآن مجید میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیشگی یہ خبر دے دی گئی کہ کچھ لوگ مرتد ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے مقابلے میں ایسی جماعت کو کھڑا کریں گے جو اللہ تعالیٰ کے محب بھی ہوں گے

اور محبوب بھی، ایمان والوں کے حق میں نرم اور کافروں کے مقابلے میں سخت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھرپور جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے (پارہ ٦، رکوع ۱۲، آیت ۵۴) یہ فتنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ظاہر ہوا، اہل مشاورت کا رجحان یہ تھا کہ حالات کے تقاضوں کی وجہ سے سردست قتال سے اجتناب کیا جائے مگر آپ نے فرمایا: **اقاتلهم وحدي ولو خالفتني يميني لقاتلتها بشمالي** یعنی میں ان سے اکیلا ہی قتال کروں گا اور اگر میرا دایاں ہاتھ میری مخالفت کرے گا تو میں بائیں ہاتھ سے خود اس کے خلاف قتال کروں گا (تفسیر روح المعانی پارہ ۵ آیت ۸۴) آپ کے عزم صمیم پر تمام حضرات جہاد کے لئے تیار ہو گئے، اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ اس جہاد میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے محبّ بھی ہیں اور محبوب بھی اور ان کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، دوسرے یہ کہ اس جماعت کی ایک خصوصیت ایمان والوں کے حق میں نرمی بیان کی گئی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے (مشکوٰۃ باب مناقب العشرہ رضی اللہ عنہم الفصل الثانی)، تیسرے یہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل بھی تھی اور برحق بھی کیونکہ یہ قرآنی پیشین گوئی ان کے دور خلافت میں پوری ہوئی۔

۲۰......... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلایا اور انہیں تسلی دی کہ کافر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غارِ ثور کی طرف تشریف لے گئے اور یہ رفاقت خود اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھی جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل امین سے دریافت فرمایا کہ میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟ جبرائیل امین نے کہا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (سیرۃ المصطفیٰ جلد ۱ صفحہ ۳۵۸)

باقی آئندہ

چوبیسویں سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ ۱۰ محرم ۱۴۱۹ھ دار بنی ہاشم ملتان

آڈیو اور ویڈیو کیسٹ بذریعہ ڈاک وی پی یا بالمشافہ طلب فرمائیں

خطباء: قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری، ابن امیر شریعت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، مولانا محمد مغیرہ، سید محمد کفیل بخاری، علامہ محمد یعقوب خان

قیمت آڈیو کیسٹ مکمل تین عدد=/125 روپے، ویڈیو کیسٹ=/225 روپے،

صدائے احرار، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان PC60000 فون: 061-511961

شاہ بلیغ الدین

حضرت اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا
صحابیہ جو حقوق نسواں کی علم بردار تھیں

محفل پر سناٹا طاری تھا۔ ایک طرف صحابہ کرام مہر بہ لب خاموش بیٹھے حیرت سے محفل کا نقشہ دیکھ رہے تھے۔ دوسری طرف خواتین سر جھکائے ادب سے بیٹھی تھیں۔ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بڑی دلچسپی اور توجہ سے وہ سب کچھ سن رہے تھے جو آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا جارہا تھا۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ چھوڑ دیا تھا۔ یثرب کے نصیب جاگے تھے اور کھجوروں کی یہ بستی اب مدینۃ النبی کہلانے لگی تھی۔ ایک دن صحابہ کرام خدمت نبوی میں موجود تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ خواتین چلی آرہی ہیں۔ یہ خواتین انصار گھرانوں کی بہو بیٹیاں تھیں۔ ان میں اسماء بنت سکن رضی اللہ عنہا صاف پہچانی جاتی تھیں۔ خدا نے انہیں خوب زبان دی تھی۔ باتیں نہیں کرتیں موتی پروتی تھیں۔ فصاحت کے موتی!---- خنساء جیسی شاعرہ اور اسماء جیسی خطیبہ زمانہ مشکل ہی سے پیدا کرتا ہے۔

حضرت اسماء آج ایک وفد لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں۔ نیا دین نیا معاشرہ بنارہا تھا اس لئے وفد کی باتوں کی اور بھی زیادہ اہمیت تھی۔ حضرت اسماء نے عرض کیا کہ----- یارسول اللہ! اللہ نے آپ کو تو سب کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ مردوں کی ہدایت کے لئے، بھی عورتوں کی ہدایت کے لئے بھی۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ مردوں کو نیکی اور بھلائی کے زیادہ مواقع حاصل ہیں اور عورتوں کو نہیں۔ ہم گھر میں رہتی ہیں اور مرد پانچ وقت مسجد میں جاتے جماعت میں شریک ہوتے ہیں۔

اس وقت تک مسجد نبوی نہیں بنی تھی۔ اسی جگہ جہاں مسجد بننے والی تھی ایک طرف نماز ہوتی تھی۔ عورتوں کو ابھی جماعت میں شریک ہونے کی اجازت نہیں ملی تھی۔

حضرت اسماء نے کہا نہ صرف پانچ وقت کی باجماعت نماز کی برکت انہیں حاصل ہوتی ہے بلکہ جمعہ کی سعادت بھی انہی کے لئے ہے۔ مریضوں کی عیادت بھی یہی زیادہ کرسکتے ہیں۔ نماز جنازہ یہی پڑھتے ہیں۔ قبرستانوں کو یہی جاتے ہیں۔ آسانی سے عمرہ بھی کرسکتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ میدانِ جہاد میں اللہ کے نام پر تلوار اٹھانے کا شرف بھی انہیں کو حاصل ہے اور ہمارے لئے گھر کی حفاظت، بچوں کی نگہداشت، کھانے پکانے، سینے پرونے کے کام سر سے اونچے ہیں۔ شرط انصاف ہے۔ اے صاحبِ الطافِ عمیم! کہ مردوں کی قسمت میں ثواب کا حصہ زیادہ ہے اور ہم کچھ محروم لطف و کرم ہیں۔ صحابہ کرام جو چپ

سادھے سب کچھ سن رہے تھے۔ اب حیرت سے زمین تاکنے لگے کہاں کی بات پہنچی تھی کہاں تک! خود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک بات توجہ سے سنتے رہے۔ تقریر کے نشیب و فراز پر غور فرماتے رہے۔

یہ باتیں اور ایسا کہنے والا
فسانہ اور پھر ایسا فسانہ!

حضرت اسماء کی تقریر کے بعد سناٹا چھا گیا۔ یہ سناٹا اس لئے بھی طاری ہو گیا کہ اب حاضرینِ مجلس ہمہ تن گوش ہو بیٹھے کہ دیکھیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کیا ارشاد ہوتا ہے۔ حضرت ختمی مرتبت نے اس سکوت کو توڑا۔ "أسد الغابہ" میں ہے۔ صحابہؓ کرام سے مخاطب ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا........ تم نے ایسی گفتگو سنی ہے؟ پھر فرمایا کسی عورت کی زبان سے؟ صحابہؓ کرام نے جواب میں عرض کیا کہ.........جی نہیں!

حضرت اسماء نے کس حسن و خوبی سے اپنی بات بیان کی تھی کہ سب کی زبان سے بے اختیار واہ واہ نکلی۔ یہ اصل میں عورت اور مرد کے فرائض کے بارے میں گفتگو تھی۔ اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوال کے جواب مرحمت فرمائے۔ ارشاد ہوا.......عورت کے لئے شوہر کی خوشی نہایت ضروری چیز ہے۔ اگر وہ شریک حیات بن کر اپنی اور گھر کی زندگی کو خوشگوار بناتی ہے تو اس کی یہ کوشش ان کے شوہروں کے ان کاموں کے برابر ثواب کی مستحق ہے جن کا تم نے ذکر کیا ہے۔

حضرت اسماء نے بڑی مسرت سے ساتھیوں کو دیکھا۔ اب یہ خواتین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر رخصت ہونے کے لئے اٹھیں۔ اس وفد میں حضرت اسماء کی خالہ بھی تھیں۔ ان کے ہاتھ میں سونے کے کنگن اور انگلیوں میں انگوٹھیاں تھیں۔ ارشاد ہوا کہ.......ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ بولیں....... نہیں! فرمایا تو کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنائے؟ حضرت اسماء نے کہا......خالہ انہیں اتار دو! انھوں نے اپنا زیور اتار دیا اور یہ بات گرہ میں باندھ لی کہ جو زیور پہنا جائے اس کا بھی حساب کتاب کر کے وقت پر اس کی زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے۔ حضرت اسماء نے جو اپنی بہنوں کی نفسیات کو خوب سمجھتی تھیں۔ اس موقع پر عرض کیا کہ....... یا رسول اللہ اگر ہم زیور نہ پہنیں گے تو شوہر کی نظر میں نہ جچیں گے! جو کچھ ارشاد ہوا اس کا مطلب ہے کہ....... عزت اخلاق سے ہوتی ہے۔ عورت مرد کی نظر میں جچتی اس وقت ہے جب وہ اس میں یگانگت کا جذبہ دیکھتا ہے۔ رہا پہننا اوڑھنا اور وہ بھی زیور کا پہننا۔ "مسند امام احمد حنبل" میں ہے ارشاد ہوا کہ....... چاندی کے زیور بنوالو اور ان پر زعفران مل لو کہ سونے کی چمک پیدا ہو جائے۔ مطلب یہ تھا کہ یہ بے حقیقت کام ہے۔ زندگی میں مسرت زیور کی چمک دمک سے پیدا نہیں ہوتی اصل مسئلہ خوشگوار زندگی کا ہے۔ (ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد!)

ویسے عورتوں کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت ہے۔ طلائی اور جڑائی زیورات بھی پہن سکتی ہیں۔ شرط ایک ہی ہے کہ نصاب کے برابر ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ نکالی جائے۔ تکبر غرور یا مالدار ہونے کا اظہار اسلام کے لئے ناپسندیدہ ہے۔ عورت خوب بناؤ سنگھار کر سکتی ہے۔ لیکن اپنے شوہر کے لیے۔

مدینے کی خواتین میں حضرت اسماء بڑا اونچا مقام رکھتی تھیں "استیعاب" میں ہے اللہ نے انہیں عقل بھی دی تھی اور دین کی محبت بھی۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔

حضرت اسماء بھی ان بہادر خواتین اسلام میں سے ہیں جو حضرت ام سلیم اور حضرت ام عمارہ کی طرح ہمیشہ جہاد کے موقع پر پیش پیش رہیں۔ کبھی رجز پڑھتیں، مجاہدوں کی ہمت بڑھاتیں۔ کبھی زخمیوں کی نگہداشت کرتیں اور وقت پڑتا تو تلوار سونت کر میدان میں اترنے سے بھی پیچھے نہ ہٹتیں۔ جنگ یرموک میں ان کی بہادری کا واقعہ تو یادگار ہے۔ دشمن ایک حلے میں مسلمانوں کو پیچھے ڈھکیلتے ڈھکیلتے مسلمانوں کے خیموں تک پہنچ گئے۔ ایسا" معلوم ہوتا تھا کوئی دم میں دشمن میدان مار لیں گے۔ یہ موقع تھا کہ حضرت اسماء اپنی شعلہ بیانی سے کام لیتی ہوئی خدا کے سپاہیوں کی غیرت جگاتی ہمت بڑھاتی آگے بڑھیں۔ حضرت خولہ بنت ازور، حضرت جویریہ بنت ابوسفیان اور حضرت اسماء نعرے لگاتی مردوں کے دوش بدوش لڑائی پر نکل گئیں۔! "اصابہ" میں ہے خیمے کی چوب حضرت اسماء کے ہاتھ میں تھی جس سے آپ نے نو رومیوں کو جہنم پہنچا دیا تھا۔ یرموک کی فتح میں عورتوں کا بھی بڑا حصہ تھا۔ ان میں حضرت اسماء نے بڑی جرأت اور پامردی کا ثبوت دیا۔

جنگ یرموک کے بعد وہ کچھ عرصے تک زندہ رہیں۔

کذباتِ مرزا

از: مولانا محمد عبدالواحد مخدوم　　قیمت: =/175 روپے

اس کتاب میں مرزا غلام احمد کادیانی کے ایک سو جھوٹ اور متعدد جھوٹی پیش گوئیاں ان کی اپنی کتب سے جمع کی گئی ہیں اور ساتھ ہی مختلف سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں، تاکہ اس کے مطالعہ سے قارئین پر واضح ہو جائے کہ قادیانیت، مرزائیت جھوٹ پر مبنی ایک باطل فرقہ ضالہ ہے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

ڈاکٹر شبیر احمد (فلوریڈا)

برگِ حشیش

صاحبو! آج کا کالم آپ کی خاص توجہ ہی نہی، کشادہ دلی اور وسعت نظر بھی چاہتا ہے۔ آپ کا عقیدہ کچھ بھی ہو، صاحب ''دستک'' کو آپ کی دل آزاری مطلوب نہیں ہے۔ تدبر کی درخواست کے ساتھ۔

فتنۂ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جواں تھا۔ ربوہ اور قادیان کے مبلغ آتش تک پہنچے۔ آتش نے سرد لیکن منہمک ہو کر پوری توجہ سے ان کے ارشادات سنے۔ مبلغین سے وعدہ کیا کہ وہ کھلے دل و دماغ سے، بلاتعصب ''تحریک احمدیت'' کا مطالعہ کرے گا۔ ''احمدیت'' جسے عرف عام میں ''قادیانیت'' اور ''مرزائیت'' بھی کہتے ہیں۔ چونکہ آتش نے نوجوانی میں ہی یہ سمجھ لیا تھا کہ اللہ کی آخری کتاب بندے کو قدم قدم پر غورو فکر و تدبر کا درس دیتی ہے۔ لہٰذا اس نے ربوہ اور قادیان کے مبلغین سے کیا ہوا وعدہ بحسن و خوبی نبھایا۔

۱۔ مطالعہ کے دوران مرزا غلام احمد قادیانی کا خط لیفٹیننٹ گورنر بہادر مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء نظر سے گزرا۔ (یعنی انگریز حاکم کے نام) ''اس خود کاشتہ پودے (مجھے اور میری جماعت) کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں'' پھر مرزا صاحب کی یہ تحریر نظر سے گزری:

۲۔ ''مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے'' (تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۹۶)

ادھر یہ سطور نظر سے گزریں ادھر علامہ اقبال کا اوپر درج کردہ شعر کانوں میں گونجا۔ اس واقعہ سے پہلے آتش نے تحریک احمدیت کا خاصا مطالعہ کر لیا تھا اور اس کے بعد بھی مزید اطمینان کے لئے بہت سی کتابیں اور رسائل اس نے پڑھ ڈالے۔ اپنے معزز قارئین کے لئے ایک مختصر سا پس منظر یہ ہے کہ مرزا غلام احمد ۱۹ ویں صدی عیسوی میں قادیان، مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ اولاً وہ مناظر اسلام کی حیثیت سے سامنے آئے۔ پھر انہوں نے کشف والہام کا دعویٰ کیا (۱۸۸۰ء) پھر فرمایا کہ وہ مجددؔ اور امام مہدی ہیں اور مسیح موعود ہیں (۱۸۹۲ء) پھر کہا کہ وہ ظلی بروزی نبی ہیں۔ انہوں نے ختم نبوت کو نئے معنی پہنائے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق مہر سے انہیں نبوت ملی ہے پھر فرمایا (۱۹۰۱ء) کہ وہ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے اوتار بلکہ عین محمد (نعوذ باللہ) ہیں اور ان کی وحی قرآن کریم کی طرح بلکہ ''عین قرآن'' ہے۔ ۱۹۰۸ء میں لاہور میں ان کی وفات ہو گئی۔ ایک اندازے کے مطابق انہیں ماننے والوں کی تعداد اس وقت دنیا میں تقریباً ایک کروڑ

ہے۔(۱)

کل ہی ادارہ ''دعوت و ارشاد'' برطانیہ کی جانب سے آتش کو ایک طویل گمنام خط موصول ہوا ہے جس میں ''تحریک احمدیت'' کے عقائد اور تعلیمات کی پرزور تبلیغ و تلقین کی گئی ہے۔ خیال ہے کہ دیگر بہت سے افراد کو بھی یہ خط بھیجا گیا ہوگا۔ بغیر نام و عنوان مراسلہ بھیجنے والے محترم کی خدمت میں عرض ہے کہ آتش نے احمدی لٹریچر پر گزشتہ برسوں میں کافی غور وفکر کر لیا ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے۔ لیکن قرآن حکیم نے ہدایت کا پیمانہ یہی قائم فرمایا ہے کہ انسان سمع و بصر، حواس اور عقل و بصیرت سے کام لے۔ آتش نے اپنی استطاعت کے مطابق کھلے ذہن سے اور تعصب سے بلند ہو کر برسوں احمدیت کا جو جائزہ لیا ہے اس جائزے کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

۳۔ مرزا صاحب نے کتاب البریہ صفحہ ۱۳۴ میں لکھا ہے۔ ''میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی'' ربوہ سے شائع ہونے والے ماہنامے ''انصار اللہ'' نے مئی ۱۹۷۴ء میں لکھا کہ مرزا صاحب کی پیدائش ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو ہوئی تھی۔

۴۔ مرزا صاحب نے فرمایا ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں'' (اشتہار ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ) لیکن:

۵۔ ''اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ محمد خود ہی آئے ہیں۔'' (الحکم، قادیان ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء) ''میں مسیح بھی ہوں کلیم بھی، احمد بھی اور محمد بھی'' ''میں نبی بھی ہوں رسول بھی''

۶۔ ''میرے پاس آئیل آیا'' (مرزا صاحب فرماتے ہیں خدا نے جبرئیل کا نام آئیل اس لئے رکھا کیونکہ وہ بار بار آتا ہے) حقیقت الوحی صفحہ ۱۰۳

۷۔ ''خدا نے بشارت دی کہ میری عمر ۸۰ سال یا اس سے بھی زیادہ ہو گی'' (مواہب الرحمن) اگر مرزا صاحب ۱۸۳۵ء میں بھی پیدا ہوئے ہوں تو ۱۹۰۸ء تک ان کی عمر ۷۳ برس بنتی ہے۔

۸۔ مرزا صاحب نے جہاد کا قرآنی حکم منسوخ فرما دیا۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اس کے برخلاف وہ متعدد مقامات پر کہہ چکے تھے کہ جو شخص قرآن کریم کے ایک بھی حکم کو منسوخ کرے وہ ملحد اور کافر ہے۔

۹۔ ''لاکھوں انسانوں نے (جہاد کے) غلیظ خیالات چھوڑ دیئے'' (مرزا صاحب اسے برٹش انڈیا کی بینظیر

---

(۱) صاحب مضمون کا ذاتی اندازہ ہے حقائق اس کے برعکس ہیں مرزائیوں نے اپنی تعداد کے بارے میں ہمیشہ جھوٹ بولا ہے کیونکہ وہ ایک جھوٹے مدعی نبوت کے پیروکار ہیں۔(مدیر)

خدمت قرار دیتے ہیں) (ستارۂ قیصرہ صفحہ ۳) مزید لکھتے ہیں:

۱۰۔ "جو کچھ میں نے ردّجہاد اور اطاعت حکومت برطانیہ کے سلسلے میں لکھا ہے اگر اسے یکجا کر دیا جائے تو اس سے ۵۰ الماریاں بھر جائیں" علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

ہو اگر قوت فرعون کی درپردہ مرید

قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم الاہی

انگریز مصنف ڈاکٹر ہنٹر نے اپنی کتاب "THE INDIAN MUSALMANS" (دی انڈین مسلمانز) میں لکھا ہے کہ انگریزوں نے اس حقیقت کو پالیا تھا کہ علماء کے فتووں سے جہاد ناجائز قرار نہیں پاسکے گا۔ اس کے لئے نبوت کا ایک مدعی تیار کرنا پڑے گا۔

۱۱۔ "خدا نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، جاگتا ہے اور سوتا ہے" (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۷۹)

۱۲۔ "کشف کی حالت آپ (مرزا صاحب) پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (ان سے) رجولیت (مردانگی) کی قوت کا اظہار فرمایا" (اسلامی قربانی، قاضی یار محمد قادیانی)

۱۳۔ "اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرادیا گیا" (کشتی نوح صفحہ ۴۷) از مرزا غلام احمد

۱۴۔ "اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو" (چشمۂ معرفت صفحہ ۲۰۹) یہ تحریر فرما کر مرزا صاحب برعکس بات کہتے ہیں:

۱۵۔ "تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ"

۱۶۔ مرزا صاحب کہتے ہیں انہیں خواب میں ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو ایک فرشتہ دکھائی دیا۔ نام پوچھا تو "اسنے کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی" (حقیقت الوحی صفحہ ۳۳۲)

۱۷۔ شہادت القرآن صفحہ ۴۱ پر مرزا صاحب رقم طراز ہیں۔ "بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے (یعنی مرزا صاحب کے لئے) آواز آئے گی کہ "ہذا خلیفۃ اللہ المھدی" صاحبو! بخاری میں اس مضمون کی کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔ (سچ کہا اقبال نے)

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے

غارت گر اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز

۱۸۔ "تاریخ کو دیکھ کر آنحضرت وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد فوت ہو گیا" (پیغام صلح صفحہ ۹) حالانکہ معلوم عام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن

عبد المطلب تو آپ کی پیدائش سے پہلے وفات پا گئے تھے۔

۱۹۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو مرزا صاحب مفسدہ یعنی فساد قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے والد نے اس دوران ۵۰ گھوڑے اور سوار بہم پہنچا کر انگریز حکومت کی مدد کی تھی۔ (تحفہ قیصریہ صفحہ ۱۶)

۲۰۔ باون برس کی عمر میں اپنے خاندان کی ایک دس گیارہ سالہ بچی محمدی بیگم سے نکاح کی ضد میں مرزا صاحب نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور بہو کو طلاق دلوادی اور ۲۰ مئی ۱۸۹۱ء کو اپنی بہو کے والد کو خط لکھا "کیا میں چوہڑہ یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی؟"

جھلکیاں تو ابھی بہت باقی ہیں۔ کالم کی جگہ بھر گئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات ہوئے ۹۰ برس گزر گئے۔ ان کے ماننے والے آج بھی خوابوں، تعبیروں، شکووں، مباہلوں اور پیش گوئیوں سے بلند نہیں ہوئے۔ آتش نے غور کر لیا، اب آپ بھی کھلے دل و ذہن سے توجہ فرمائیں۔

بات یہاں سے شروع ہوئی تھی کہ "یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جواں تھا!" اگر آپ صاحب ذوق ہیں تو آپ کو عنوان "برگ حشیش" پسند آیا ہوگا اور اگر آپ صاحب ذوق نہیں تو آپ یہ سطور نہیں پڑھ رہے کیونکہ "دستک" بے ذوق لوگوں کے نصاب سے خارج ہے۔ بہر کیف، میں نے عنوان بالا مستعار لیا ہے پیر و مرشد علامہ اقبال سے۔

وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

بیان کو آگے بڑھانے سے پہلے آتش آپ سب سے خصوصاً احمدی قارئین سے ایک بار پھر درخواست گزار ہے کہ اس کالم پر کھلے ذہن اور بے تعصب دل کے ساتھ توجہ فرمائیں۔ پہلی قسط کی طرح آج بھی کوشش یہی ہو گی کہ جو لکھا جائے وہ تحریک احمدیت کی مسلمہ کتابوں اور مرزا غلام احمد صاحب کی اپنی تحریروں کی زبان میں ہو۔

۲۱۔ "حضرت مسیح موعود کا جو یہ الہام ہے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں! اس کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نام قادیان کے ہیں" (خلیفہ ثانی بشیر الدین محمود، الفضل ۵ جنوری ۱۹۳۳ء)

صاحبو! یاد رہے کہ مرزا صاحب کی وفات نہ مکہ مدینہ میں ہوئی تھی اور نہ قادیان میں۔ وہ تو لاہور میں فوت ہوئے تھے۔ (بیت الخلاء میں)

۲۲۔ مرزا صاحب نے اپنی سب سے پہلی تصنیف "براھین احمدیہ" کی اشاعت کے لئے یہ کہہ کر چندہ جمع کیا کہ یہ کتاب ۵۰ حصوں پر مشتمل ہو گی لیکن لکھے صرف پانچ! دیباچہ "براہین احمدیہ" حصہ پنجم صفحہ ۷ پر انہوں نے لکھا ہے "پہلے ۵۰ حصے لکھنے کا ارادہ تھا۔۔۔۔ ۵۰ اور ۵ میں صرف ایک نقطہ کا

فرق ہے اس لئے ۵ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا"

۲۳۔ "براہین احمدیہ" تو اس زمانے کی بات تھی (۱۸۸۰ء) جب مرزا صاحب نے مسیح، مہدی یا نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ ۱۹۰۱ء میں نہ صرف نبوت کے دعویدار ہو گئے بلکہ اپنی "نشانیوں" کو ہزار نبیوں کے برابر کہنے لگے۔ ان کے ماننے والوں نے پھر یوں نعتیں کہنی شروع کیں۔ (نعوذ باللہ)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(پیغام صلح: لاہور ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

۲۴۔ قرآن حکیم کا چیلنج ہے کہ اگر تمہیں اس کے منجانب اللہ ہونے میں کوئی شک ہے تو تم اس کی مثل ایک سورہ بنا کر دکھاؤ۔ ۱۴۰۰ برس میں مرزا صاحب وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے اپنی "وحی" کے متعلق کہا۔

بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک وحید

یعنی بخدا مجھ پر نازل ہونے والا کلام عین کلام مجید ہے جو خدائے پاک اور واحد کی زبان سے جاری ہوا۔ (مجموعہ کلام مرزا غلام احمد، درثمین)

۲۵۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ایک بار انہوں نے کچھ باتیں لکھ کر خدا تعالیٰ کے سامنے دستخط کے لئے رکھ دیں "سو خدائے تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیئے۔ خدا نے سرخی کو جھاڑا پھر اس کے قطرے میرے کپڑوں پر پڑے" (تریاق القلوب صفحہ ۳۴)

صاحبو! امید ہے آپ نے سرخی کی سیاہی پر غور فرما لیا ہو گا۔ اور خدا تعالیٰ کی جسمانی کیفیت پر بھی۔

۲۶۔ وحی اور الہام کی ایک مثال۔ "مقابل کی پتنگ ٹوٹ گئی۔۔۔ پھر کسی نے کہا "غلام احمد کی جے" (مجموعہ الہامات و مکاشفات)

۲۷۔ "لوگ ہم کو حرام خور سمجھتے ہیں" (حقیقت اختلاف صفحہ ۵۰)

۲۸۔ ''حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے۔۔۔ ان سے جو چاہو نکال لو'' (فرزند مرزا غلام احمد، بشیر الدین محمود، الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

۲۹۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ علماء نے (میرے الہامات کو) قبول کر لیا اور (میرے) اس بیچ میں پھنس گئے'' (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۲۱) (قتل خنزیر اور کسر صلیب کا جو دعوی مرزا صاحب نے کیا تھا اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں)

۳۰۔ ''حضرت مسیح موعود کی جماعت در حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی صحابہ کی ایک جماعت ہے'' (الفضل، قادیان، یکم جنوری ۱۹۱۶ء)

۳۱۔ ''قرآن میں مسجد اقصی سے مراد قادیان کی مسجد ہے'' (الفضل ۲۱ اگست ۱۹۳۲ء)

۳۲۔ مرزا صاحب نے خواب میں دعا کی کہ ان کے سر پر جو پتھر ہے وہ بھینس بنا دیا جائے'' میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بھینس بن گیا'' (حقیقت المہدی، صفحہ ۱۰)

۳۳۔ ایک الہام مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء (اخبار الحکم) کے تحت مرزا صاحب ایک بزرگ کی قبر پر بیٹھے مردے سے ''آمین'' کہلوا رہے تھے۔ ''تب میں نے دعا کی کہ میری عمر ۱۵ سال اور بڑھ جائے....... بزرگ نے آمین نہ کہی...... بہت کشتم پشتا ہوا....... تب اس بزرگ نے آمین کہی'' (لیکن مرزا صاحب ۵ سال بعد فوت ہو گئے!)

۳۴۔ ملفوظات میں مرزا صاحب کے استعمال افیون کا ذکر بھی ملتا ہے اور وائن کا بھی ''اخبار الفضل ۱۹ جولائی ۱۹۱۹ء نے لکھا ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''تریاق الٰہی'' دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جز افیون تھا'' ''ایک بوتل ٹانک وائن (WINE) کی پلومر کی دکان سے خرید دیں''

(خطوط امام بنام غلام از حکیم محمد حسین قریشی)

۳۵۔ ''جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے اسی طرح میرا انکار انبیائے بنی اسرائیل کا انکار ہے'' (خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود، الفضل قادیان ۲۳ ستمبر ۱۹۱۷ء)

۳۶۔ ''جو لوگ ہماری باتیں سننے اور ان پر عمل کرنے پر تیار نہ ہوں اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے (انہیں ملک سے نکال دیتے) (مرزا بشیر الدین محمود الفضل ۲ جون ۱۹۳۶ء)

صاحبو! احمدی حضرات عموماً شکوہ کرتے ہیں کہ حکومت پاکستان نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ مرزا صاحب خود فرما گئے۔

بقیہ ص ۲۱ پر

تحریک اصلاح معاشرہ پاکستان کا پیغام
دنیا کے تمام والدین کے نام

- کیا آپ نے اپنے بچوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات و ممنوعات کے بارے میں بتا دیا ہے؟
- کیا آپ نے اپنے بچوں کو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور ناپسندیدہ کاموں کے بارے میں بتا دیا ہے؟
- کیا آپ نے اپنے بچوں کو رسول ﷺ کی تعلیمات کے عین مطابق زندگی بسر کرنے کا پابند بنا دیا ہے؟
- کیا آپ نے اپنے بچوں کو نیکی و بدی میں فرق سے آگاہ کر دیا ہے؟
- کیا آپ نے اپنے بچوں کو حلال روزی کے فوائد اور حرام کمائی کے نقصانات سے آگاہ کر دیا ہے؟
- کیا آپ نے اپنے بچوں کو ناانصافی، دوسروں کی حق تلفی، دوسروں کے مال پر نگاہ رکھنے، دوسروں کی تذلیل کرنے اور دوسروں پر ظلم و جبر کرنے جیسے گناہوں سے باز رہنے کے لئے تیار کر دیا ہے؟
- کیا آپ نے اپنے بچوں کو حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی برکتوں سے آگاہ کر دیا ہے؟
- کیا آپ نے اپنے بچوں کو نفسانی خواہشوں، عریانی، فحاشی اور بے حیائی جیسی لعنتوں کے نقصانات سے آگاہ کر دیا ہے؟
- کیا آپ نے اپنے بچوں کو آخرت کی ابدی نعمتوں کے بارے میں آگاہ کر دیا ہے؟
- کیا آپ نے اپنے بچوں کو جہنم کے دردناک عذاب سے بچنے کے گر سکھا دیئے ہیں؟

اگر آپ نے اب تک ان باتوں سے غفلت کی ہے تو فوراً یہ تمام تعلیمات اپنے بچوں تک پہنچائیں، اپنی ذمہ داری نبھائیں، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دنیاوی معاشرہ کو سنوارنے میں اپنا کردار ادا کریں اور اپنی اور اپنے بچوں کی آخرت کو سنواریں۔

تحریک اصلاح معاشرہ پاکستان۔ پوسٹ بکس نمبر 6216 لاہور

ردّ قادیانیت پر بخاری اکیڈمی کی طرف سے نئی پیش کش

اسلام اور مرزائیت قیمت =/30

از: مولانا عتیق الرحمٰن صاحب آروی رحمہ اللہ

اس کتاب میں اسلامی عقائد قرآنی آیات اور مستند احادیث کے حوالے سے جمع کیے گئے ہیں اور دوسرے کالم میں عقائد قادیانیت خود ان کی مستند کتب سے اصل عبارت کے حوالے سے جمع کیے گئے ہیں۔

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کے تنظیمی و تبلیغی اسفار

(نمائندہ خصوصی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم، منتظم مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار ربوہ ۱۸، جون کو ڈیرہ اسمٰعیل خان پہنچے۔ جناب حافظ محمد اکرم صاحب آپ کے ہمراہ تھے۔ حضرت پیر جی مدظلہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے احرار کارکنوں جناب غلام حسین احرار صاحب، حافظ سعید احمد صاحب، جناب حامد علی صاحب کی دعوت پر یہاں پہنچے تھے۔ آپ نے مقامی مسجد میں درس قرآن کریم دیا اور ۱۹ جون کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ مقامی احرار دوستوں اور ذاتی احباب سے ملاقات اور تنظیمی امور پر بات چیت کے بعد بھکر تشریف لے گئے۔ بہل سے احرار کارکن حافظ عبدالرؤف آپ کے ہم سفر تھے۔ ۱۹، جون کو ہی بعد نماز مغرب جامعہ فاروقیہ بھکر میں اجتماع سے خطاب فرمایا قدیم احرار کارکن صوفی غلام اکبر آپ کو اپنے علاقہ بھرمی چراغ لے گئے وہاں احباب سے ملاقات کے بعد بہل پہنچے اور ۲۰، جون کو مدرسہ فاروقیہ میں حافظ عبدالرؤف صاحب کی دعوت پر درس قرآن کریم ارشاد فرمایا۔ ۲۱، جون کو مجلس احرار اسلام ملتان کے زیر اہتمام مکی مسجد حرم گیٹ میں بعد نماز عشاء جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا۔ ۲۵، جون کو گڑھا موڑ، بورے والہ اور چیچہ وطنی کا تنظیمی دورہ کرتے ہوئے ربوہ واپس پہنچے۔ حضرت پیر جی ۱۷، جولائی کو دائرہ دین پناہ میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں گے۔

مدیر نقیب ختم نبوت کی تنظیمی و تبلیغی مصروفیات:

(نمائندہ خصوصی) مدیر ماہنامہ نقیب ختم نبوت سید محمد کفیل بخاری نے گزشتہ ماہ مختلف شہروں کے تنظیمی و تبلیغی دورے کئے ہیں۔ جن کی مختصر روداد ذیل میں درج ہے۔

۲۹، مئی ۱۹۹۸ء کو مولانا عبدالغفور صاحب کی دعوت پر جامعہ رحیمیہ تعلیم القرآن، کوٹ سلطان شہر، ضلع لیہ گئے اور جامعہ کی زیر تعمیر جامع مسجد میں افتتاحی جمعہ پڑھایا۔ نماز جمعہ سے قبل ایک بڑے اجتماع سے خطاب کیا، لیہ، کروڑ لعل عیسن، کوٹ ادو، دائرہ دین پناہ اور قرب و جوار کے علاقوں سے بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ آپ نے سیرت النبی اور سیرت صحابہ کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ مجلس احرار اسلام اور اکابر احرار کی تاریخ بیان کی اور حاضرین کو جماعت سے تعاون کی دعوت دی۔ بعد ازاں احباب نے نقیب ختم نبوت کو بڑی دلچسپی سے خریدا اور سالانہ رکنیت خریداری بھی قبول کی۔

۱۲، جون کو مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کی دعوت پر اوکاڑہ پہنچے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکریٹری نشر و اشاعت جناب عبداللطیف خالد چیمہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ دونوں رہنما اوکاڑہ پہنچے تو مقامی

صدر شیخ نسیم الصباح اور سیکرٹری مظہر سعید کے علاوہ دیگر کارکنوں نے استقبال کیا۔ بعد ازاں سید محمد کفیل بخاری نے معززین شہر، دینی کارکنوں اور مقامی علماء کرام سے بھی خطاب کیا۔ اس نشست میں جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب نے حالاتِ حاضرہ میں مجلس احرارِ اسلام کے موقف اور پالیسی پر بڑی مدلل اور مفصل گفتگو کی۔

سید کفیل بخاری رات لاہور پہنچے ۱۳، جون کو علی الصبح سیالکوٹ روانہ ہو گئے۔ مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے صدر جناب سالار عبدالعزیز صاحب کے گھر پر مقامی کارکنوں سے ملاقات اور تنظیمی امور پر گفتگو کے بعد گوجرانوالہ پہنچے۔ نماز ظہر یہاں ادا کی۔ مقامی ناظم نشرو اشاعت محمد عمر صاحب کے ہاں احباب سے ملاقات کے بعد شام کو واپس لاہور پہنچے اور اگلے روز ۱۴، جون کو چیچہ وطنی سے ہوتے ہوئے سہ پہر ملتان پہنچے۔ لاہور سے ملتان تک کے سفر میں جناب سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (احمد پور شرقیہ) بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

سفر افغانستان:

۱۶، جون کو حرکۃ الانصار ملتان کی دعوت پر جناب سید محمد کفیل بخاری آٹھ روزہ دورہ پر افغانستان روانہ ہو گئے۔ مجلس احرارِ اسلام لاہور کے رہنما جناب ملک محمد یوسف، میاں محمد اویس، محمود شاہد اور ملتان سے سید مرتضیٰ بخاری اور حافظ محمد لقمان آپ کے ہمراہ تھے۔ ان دنوں افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت کی دعوت پر پاکستان سے مختلف شعبوں کے وفود وہاں کا دورہ کر رہے ہیں۔ احرار وفد نے جلال آباد، کابل، قندھار میں قیام کیا اور امیر المومنین ملا عمر سے ملاقات کے بعد کوئٹہ سے ہوتے ہوئے ۲۳، جون کو واپس ملتان پہنچ گئے۔ اس عظیم سفر کی روداد اور خوبصورت یادیں آپ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ ۲۵، جون کو دار بنی ہاشم ملتان میں ماتحت مجالس احرار کے صدور و ناظمین کے ایک اہم اجلاس میں شرکت کی۔ ۳، جولائی کو مسجد نور تغلق روڈ ملتان میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کیا۔

اللہ آباد میں خطاب:

سید محمد کفیل بخاری۔ ۱۵، جولائی ۱۹۹۸ء بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد محمدیہ اللہ آباد، جامپور ضلع راجنپور میں ایک تبلیغی اجتماع سے خطاب کریں گے۔ قبل ازیں ڈیرہ غازی خان میں احرار کارکنوں سے تنظیمی امور کے سلسلہ میں بات چیت کریں گے۔

عبد اللطیف خالد چیمہ (مرکزی ناظم و نشر و اشاعت)

○ مجلس احرارِ اسلام، "مجلس عمل علماء اسلام" نامی اتحاد میں شامل نہیں

○ "خود انحصاری سکیم" نیک شگون، مگر "قرض اتارو ملک سنوارو" سکیم کا حساب دیا جائے۔

○ امریکہ و یورپ نام نہاد انسانی حقوق کی آڑ میں اسلامی عقائد و تہذیب پر حملہ آور ہیں۔

○ امریکی کارکن کانگریس کی طرف سے مرزا طاہر کی حمایت ہمارے مؤقف کی تائید ہے۔

○ قادیانی یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ، اسلام اور وطن کے غدار ہیں

○ حکومت اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دے اور اسلامی نظام نافذ کرے

○ ملتان میں ماتحت مجالس احرار کے عہدیداروں سے قائد احرار کا خطاب

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المحسن بخاری نے کہا ہے کہ کامیاب ایٹمی تجربات کے بعد خود انحصاری کی سکیم نیک شگون ہے لیکن "قرض اتار ملک سنوارو" مہم میں جمع ہونے والی رقم کا حساب بھی قوم کے سامنے پیش ہونا چاہیے۔ اصل کام یہ ہے کہ ملک کا سرمایہ اور خزانہ لوٹنے والے سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور صنعت کاروں سے بلا استثنیٰ ملکی دولت واپس لی جائے اور دولت کی منصفانہ تقسیم کی مضبوط پالیسی اپنا کر طبقاتی کشمکش ختم کی جائے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو پھر موجودہ حکمرانوں کے دعووں کی قلعی کھلنے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا وہ ۲۵، جون کو دار بنی ہاشم ملتان میں مجلس احرار اسلام پاکستان کی ماتحت شاخوں کے صدور اور ناظمین کے اجلاس سے خطاب کر رہے تھے اجلاس میں بعض اہم تنظیمی فیصلے بھی کئے گئے۔ سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ اسلام نے بنی نوع انسان کو جو حقوق دیئے ہیں وہ کسی اور مذہب نے نہیں دیئے لیکن امریکہ اور یورپ انسانی حقوق کے نام پر اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب پر حملہ آور ہیں اور نام نہاد انسانی حقوق کی آڑ میں اسلام کی بیخ کنی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین انسان دشمنی ہے۔ سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ قانون توہین رسالت پر تنقید بھی توہین رسالت ہے۔ ۲۹۵ سی میں ترمیم کا مطالبہ کرنے والے اس ملک میں انار کی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور یہ سب کچھ حکومت کی کمزور مذہبی پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ امریکی رکن کانگرس کا یہ کہنا کہ

"مرزا طاہر ہماری زبان میں بات کر رہے ہیں۔" ہمارے دیرینہ موقف کی تائید ہے۔ قادیانی یہود و نصاریٰ کے مہرے کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

اجلاس میں وضاحت کی گئی کہ مجلس احرار اسلام، "مجلس عمل علماء اسلام" نامی اتحاد میں شامل نہیں ہے۔ اجلاس میں متعدد قراردادیں بھی منظور کی گئیں جن میں مطالبہ کیا گیا کہ قرآن و سنت کو سپریم لاء قرار دیکر مکمل اسلامی نظام نافذ کیا جائے، سودی نظام ختم کیا جائے۔ مسلمانوں سے غداری اور انگریز سے وفاداری کے عوض ملنے والی جاگیریں اور اثاثے ضبط کئے جائیں۔ قادیانیوں اور عیسائیوں سمیت تمام غیر مسلم اقلیتوں کو آئین کا پابند بنایا جائے، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ اجلاس میں ساہیوال میں بشپ جان جوزف کی موت کو خودکشی قرار دینے والی تفتیشی ٹیم پر مکمل عدم اعتماد ظاہر کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ جان جوزف کیس کی اعلیٰ سطح پر غیر جانبدرانہ از سر نو تفتیش کرائی جائے۔

❁ ❁ ❁

پروفیسر محمد اکرام تائب (عارف والا)

ایٹمی دھماکہ

چار سو مچ گئی دو ہائی ہے
بات سوکی جو اک سنائی ہے

تلملا اٹھا ہے کلنٹن تو!
بلبلا اٹھا واجپائی ہے

یار ہے یا عدو ہے امریکہ
پھر گھڑی سوچنے کی آئی ہے

راہ پر آ گئے ہیں پنڈت جی
ایک ٹھوکر جو اب لگائی ہے

کل تلک رنگ اور تھا لیکن!
آج بدلی ہوئی خدائی ہے

ایٹمی بم کے تیز شعلوں نے
آگ سینے کی اب بجھائی ہے

زندگی موت کی امانت ہے
وقت نے بات یہ بتائی ہے

اپنے قائد نواز نے تائب
اک نئی رہ ہمیں دکھائی ہے

مرسلہ: محمد عبدالرحمن جامی نقشبندی (جلال پور پیروالہ)

فواحش و عریانی

ایک زمانہ تھا کہ گانا بجانا، ناچنا اور اجنبی مرد و عورت کا آمنے سامنے بے حجاب بیٹھنا مذہباً بہت بڑا جرم، اخلاقاً سخت عیب اور تہذیب سے کوسوں دور سمجھا جاتا تھا۔ حکمران اور اونچے طبقہ کے لوگ تو کیا ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی اس کو سخت بے حیائی اور انتہائی ذلت سمجھتے تھے۔ اس وقت کب کسی کو شرم و حیاء اجازت دیتی تھی کہ اس کی بہو، بیٹی غیروں کے سامنے ناچے اور گائے یا بے حجاب دوسروں کے سامنے چلے پھرے۔ لیکن آج ہر شہر میں کئی کئی سینما ہیں جہاں عورتوں اور بچوں کے غول کے غول نظر آتے ہیں۔

افسوس! مسلمانوں کی غیرت اور شرم وحیاء کہاں گئی؟ سینما دیکھنا روزمرہ کی ضروریات اور تفریحات میں داخل ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ فخر کی بات سمجھی جاتی ہے کہ اپنی عصمت ماب خواتین اور پردہ نشین بہو بیٹیوں کو ساتھ لیکر سینما میں فحش تماشا دیکھا جائے۔ کس قدر افسوس اور عبرت کا مقام ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ رب کریم نے مجھے ہدایت کے واسطے رسول بنایا اور حکم دیا کہ تمام جہان سے راگ باجہ کو مٹا دوں اور یہ بھی فرمایا کہ میری امت سے ایک قوم آخر زمانہ میں مسخ ہو کر سور بندر بن جائے گی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ یہ لوگ مسلمان ہوں گے یا کوئی اور؟

بادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یہ سب مسلمان ہونگے اللہ کی واحدانیت اور میری رسالت کی شہادت دیتے ہونگے اور روزہ بھی رکھتے ہونگے مگر باجا بجائیں گے اور گانا سنیں گے اور شراب پئیں گے۔ تو مسخ کر دیئے جائیں گے۔

دنیا کی تباہی کے لئے سینما ہی کافی تھا کہ اب ریڈیو، ٹی وی اور وی سی آر کے غلط استعمال نے اس میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ جس سے ہر شہر، قصبہ اور گاؤں، گلی کوچہ بلکہ گھر گھر میں گانے بجانے کی لعنت مسلط ہو گئی ہے۔ دن رات یہی مشغلہ ہے۔ ریڈیو اور ٹی وی سے آپ کوئی اچھا کام لیجئے۔ خبریں سنئے اور قرآن و سنت کی معلومات حاصل کیجئے غیر مسلموں کو دین سے آشنا کیجئے مگر اپنے گھروں کو ناچ گھر نہ بنائیے۔

رحمت دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گانے والوں کی کثرت ہوجائے، ہر جگہ گانے بجانے کا ظہور ہوجائے، شراب عام پی جانے لگے اور اپنے بزرگوں پر لعنت کی جانے لگے تو اس وقت آندھی، زلزلہ میں دھنسنے۔ صورتوں کے مسخ ہونے اور آسمان سے پتھر برسنے کا انتظار کرو۔ اللہ کریم ہم سب کو فواحش و منکرات سے بچائے (آمین)

ساغراقبالی

زبان میری بات ان کی

○ ڈی آئی جی اور اے ڈی جی کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے تحقیقات کیلئے اعلیٰ سطحی کمیٹی کی تشکیل۔ (راجہ بشارت)

تاکہ تحقیقات سامنے نہ آسکیں

○ شریف فیملی کے اثاثے بنکوں کے حوالے۔ بیچ کر قرضے وصول کرلیں (نواز شریف)

قاضی صاحب کو مطمئن کریں۔

○ ملتان بالیڈے ان کا مالک ۱۶ کروڑ کا نادہندہ نکلا۔ (ایک خبر)

وڈیرے ملک کو چوس رہے ہیں۔

○ حبیب بنک کے سینئر نائب صدر مستعفی۔ کرپشن کے الزامات، تنخواہ پونے تین لاکھ تھی۔ (ایک خبر)

تنخواہ کی کمی کا گلہ ہوگا۔

○ پارلیمنٹ میں بے نظیر نے شیخ رشید کی طرف سے منہ موڑ لیا۔ (ایک خبر)

شیخ رشید منہ دیکھتے رہ گئے۔

○ پنجاب بھر میں ڈپٹی کمشنروں کو بنگلے خالی کرنے کا حکم (ایک خبر)

ملتان میں بہاولپور روڈ کی ریلوے آفیسران کی وسیع کوٹھیوں پر بھی نظر ڈالئے۔

○ سیمنٹ کی قیمت میں دس سے بارہ روپے فی تھیلا کمی کا اعلان (ایک خبر)

آٹے کی جگہ تو نہیں لے سکتا نا!

○ صدر کلنٹن پاکستان نہیں آئیں گے۔ (ایک خبر)

ہماری بلا سے!

○ اپوزیشن کو دیوار کے ساتھ لگایا جارہا ہے۔ (سعید منیس)

انہیں برف پر لگانا چاہیے۔

○ مسلمان تہذیب و ثقافت کے مخالف ہیں اور ان کی اس مخالفت کا سرچشمہ قرآن ہے۔ (سلمان رشدی کی اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں پھر بکواس)

لعنت بر پدر فرنگ۔

○ ڈی آئی جی بہاولپور اور اسے ڈی آئی جی قتل۔ ڈانٹ ڈپٹ پر مشتعل ڈرائیور نے گولیاں چلا دیں۔ (ایک خبر)

عقل والو! عبرت حاصل کرو!

○ آصف زرداری کو اے سی فراہم کرنے کا عدالتی حکم معطل۔ (ایک خبر)

شہزادہ نور جمال کے جیل میں بھی پو بارہ ہیں۔

○ سرتاج عزیز بجٹ تقریر میں "س" کو "ش" بولتے رہے۔ (ایک خبر)

اچھا! اب شہی ماشٹر شاحب!

○ داتا گنج بخش کا عرس ڈھول کی تھاپ پر رقص کا مظاہرہ۔ (ایک خبر)

داتا صاحب نے اپنی تعلیمات میں تو یہ کہیں نہیں لکھا

○ پاکستان کو ایٹمی طاقت نہیں مانتے۔ (امریکہ)

بھولا! نہ ماننے سے ایٹم بم کی طاقت کم ہو جائے گی۔

○ مرتضےٰ بھٹو نے آصف زرداری کی تصویر بیت الخلاء میں لگا رکھی تھی۔ (سبک مجید کا عدالتی بیان)

جب ذرا گردن اٹھائی دیکھ لی!

○ بے نظیر اور زرداری کے اثاثے اور اکاؤنٹس ۲۲ ارب سے زائد نکلے۔ (ایک خبر)

وہ کہتی ہے میرے پاس بچوں کی فیس کے لئے پیسے نہیں ہیں۔

○ ایڈمرل افتخار سروہی کے وارنٹ۔ (ایک خبر)

اللہ کے کام ہیں۔

○ اشرف اعوان کے قاتل پولیس گاڑیوں سے پٹرول چوری کرتے تھے۔ (آئی جی)

اور یہ صبح سویرے کالجوں سکولوں کے دروازوں پر سرکاری گاڑیوں میں کن کے بچے ہوتے ہیں۔!

○ کراچی لرز اٹھا۔ مزید ۳ دھماکے، درجنوں گاڑیاں تباہ، بیسیوں افراد زخمی۔ (ایک خبر)

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں؟

○ پاکستان اور بھارت فوجی جاسوسی ہم سے کرالیں۔ (امریکی پیشکش)

تو کون؟ خواہ مخواہ!

○ سینیٹر جمیل الدین عالی کی دوحہ قطر روانگی (ایک خبر)

مشاعرے میں چار ہے ہوں گے۔ ماشاء اللہ کیا گلا پایا ہے!

مولانا محمد مغیرہ (مسجد احرار، ربوہ)

خاموش مجاہد، گمنام کارکن، زندہ کردار
فدائے احرار کپتان غلام محمد مرحوم

کپتان غلام محمد ۱۹۲۶ء میں ضلع میانوالی کے مشہور قصبہ چکڑالہ میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام عمر حیات تھا۔ ابتدائی تعلیم قرآن مجید ناظرہ اپنے قصبہ میں ہی حاصل کی۔ ۱۹۴۲ء میں علاقہ کے مشہور عالم دین مولانا محمد گل شیر شہید چکڑالہ تشریف لائے ان کی دعوت پر مجلس احرار اسلام میں شامل ہوئے اور پھر احرار کے ہی ہو کر رہ گئے۔ کپتان کا لقب ان کو مولانا گل شیر شہید کی طرف سے ملا پھر ان کے نام سے ان کے لقب نے زیادہ شہرت پائی۔

کپتان صاحب کوئی عالم دین نہ تھے مگر بزرگوں کی صحبت سے اس قدر فیض یاب ہوئے کہ غم دین کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا دیا۔ ہمیشہ اس فکر میں رہتے کہ لوگوں کے عقائد افکار و اعمال درست ہوں جس کے لئے وہ صرف اپنے علاقہ میں ہی نہیں بلکہ ضلع چکوال، اٹک، میانوالی جہاں کہیں بھی کسی سے آشنائی ہوئی اس سے مشورہ کر کے چھوٹا بڑا جلسہ کرادیتے اس سلسلہ میں انہوں نے کئی ایک علماء کو بلایا۔ جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مرحوم مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا عبدالرحمن میانوی ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری۔ سید عطاء المومن بخاری، سید عطاء المھیمن بخاری اور دیگر رہنمایانِ احرار و مبلغین سر فہرست ہیں۔

اپنی جماعت کے قائد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے مشورہ سے ولی کامل مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے۔ صوم و صلواۃ کے پابند، اکثر و بیشتر وضو سے رہتے۔ صبح کی نماز کے بعد قرآن کی تلاوت انکا معمول تھا۔ تہجد کی عبادت ان کی عادت مستقلہ بن چکی تھی۔ رات گئے تک علماء کی تقاریر سنتے، جلسہ کے اختتام پر اکثر جلسہ کی انتظامیہ کے ساتھ ملکر سامان سمیٹنے میں مدد کرتے علماء کی خدمت کرتے اور تقریباً سب سے آخر میں سوتے۔ مگر پچھلی رات اپنے سچے رب کے حضور کھڑے ہو جاتے۔ ان کی تہجد کی نماز ان کی بیماری کے ایام میں بھی قضا نہیں ہوئی غلام محمد ھاشمی ضلع میانوالی کے قصبہ روکھڑی میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں مجلس احرار سے وابستہ ہوئے نامور انقلابی شاعر تھے بعد میں کمیونسٹ تحریک سے وابستہ ہو گئے۔ ان کی لکھی ہوئی ایک نعت انہی کی ترغیب پر مولانا گل شیر شہید کی تقریر سے پہلے پڑھی تو مولانا گل شیر مرحوم کی حوصلہ افزائی کے سبب کپتان صاحب ہمیشہ کے لئے احرار کے نعت خواں بن گئے۔ اللہ نے آواز ایسی عطاء کی ہوئی تھی کہ بڑھاپے کے باوجود ان کی آواز کی چاشنی آخر عمر تک برقرار رہی وہ اپنی مسحور کن آواز میں جب بھی نعت پڑھتے سامعین کے دلوں پر اثر کرتی وہ پیشہ ور خواں نہ تھے بلکہ نعت گوئی کو

عبادت سمجھتے تھے۔

کپتان صاحب مرحوم کے دل میں دو شخصیتوں کی محبت اس طرح رچ بس چکی تھی کہ بعد میں آنے والی کسی مشہور شخصیت نے ان کے دل میں وہ جگہ نہ لی۔

ایک امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دوسرے مولانا گل شیر شہید۔ رحمھما اللہ۔ کپتان صاحب ۱۹۴۲ء سے مجلس احرار کے کارناموں اور تحریکوں کے اکثر واقعات کا ایک مضبوط اور مستند حوالہ تھے۔ قریب قریب ایک صدی میں جماعتی وفاداری کے اعتبار سے مجلس احرار اسلام کے کارکنوں کے مقابلہ میں کسی جماعت کو ایسے وفادار کارکن میسر نہیں آئے۔ کپتان صاحب مرحوم ان وفاداروں کے سرخیل تھے۔ ۱۹۴۲ء میں مجلس احرار سے وابستہ ہوئے۔ جماعت ظاہری اعتبار سے کئی دفعہ نشیب و فراز کا شکار ہوئی۔ عجیب و غریب مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر دوسرے کارکنوں کی طرح کپتان صاحب نے آخری دم تک جماعت سے ایک لمحہ کے لئے بے وفائی نہیں کی۔ کپتان صاحب کافی عرصہ چکڑالہ کے مشہور عالم دین (جو جید عالم دین ہونے کے ساتھ ردّ رفض میں ایک مقام رکھتے تھے) مولانا اللہ یار خان صاحب مرحوم کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے مگر کارکن مجلس احرار کے ہی رہے۔ جماعتی وفاداری میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ حتیٰ کہ ایک ہم مسلک جماعت کے مرکزی رہنماء نے تعلق کی بنا پر مجبور کیا کہ احرار کی بجائے ہمارے ساتھ مل کر آپکا کام کرنا زیادہ مناسب ہے جس پر کپتان صاحب نے شخصی احترام ملحوظ رکھتے ہوئے ان سے عرض گزار ہوئے کہ کارکن تو مجلس احرار کا ہی رہوں گا۔ البتہ دینی کام میں جتنا ہو سکا تعاون کیلئے حاضر ہوں۔

ایک قصہ انہوں نے خود سنایا کہ جماعت کے مرکزی دفتر ملتان سے جانشینِ امیر شریعت حضرت سید ابومعاوی ابوذر بخاری کی طرف سے نئی فارم رکنیت مہم کا خط پہنچا۔ حسب سابق احباب کو متوجہ کیا مگر اور جماعتوں کے مشہور مقررین سے مانوس ہونے کے سبب کوئی دوست تیار نہ ہوا جس پر میں نے اپنا فارم پُر کیا اپنی بیوی بیٹی اور لڑکے کا فارم پُر کر کے مقامی انتخاب سے مرکز کو مطلع کر دیا وہ جماعت کے وجود کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

مجلس احرار دنیاوی اعتبار سے ہمیشہ بے وسائل رہی ہے اور کارکن بھی اکثر و بیشتر غریب ہی اس جماعت کو میسر آئے مگر ان لوگوں نے برطانیہ جیسی حکومت کو ہلا کر رکھ دیا۔ بڑی بڑی کانفرنسیں کرنا جلوس نکالنا مجلس احرار کے کارکنوں کے لئے کبھی مشکل نہیں رہا یقیناً کچھ نہ کچھ اخراجات بھی ضرور آتے ہونگے کپتان کی زبانی سنئے کہ اخراجات کیسے پورے کئے جاتے تھے۔

کپتان صاحب نے کہا کہ: جب کہیں کانفرنس کا اعلان ہوتا ہر کارکن اپنے گھر اطلاع کر دیتا اور گھر والے صبح و شام آٹا گوندھتے وقت ایک روٹی کا آٹا علیحدہ ایک برتن میں رکھنا شروع کر دیتے۔ کانفرنس کے موقع پر وہ آٹا بیچ کر اس کے پیسے مرکز کو روانہ کر دیتے۔ ایک صورت یہ بھی سنائی کہ دو چار جماعتی کارکن مل کر مزدوری کر لیتے کسی کی دیوار بنا دیتے اور اس کی مزدوری کے پیسے مرکز کو روانہ کر دیتے اس اخلاص کے ساتھ جمع

کی ہوئی رقم یقینی طور پر اتنی طاقت ور بن جاتی کہ ایک پیسہ لاکھوں روپوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیتا۔

کپتان مرحوم پیشہ کے اعتبار سے کمہار تھے۔ مٹی کے برتن بنا کر بیچتے اور روزی کا سامان کرتے مگر ایک عرصہ سے یہ کام چھوڑ چکے تھے۔ جس کی وجہ انہوں نے خود بتائی کہ مٹی گوندھ چکا تھا کہ ملتان سے حضرت سید عطاء المحسن بخاری کا خط ملا کہ پندرہ دن کے جماعتی پروگرام کے لئے تیاری کر کے آجاؤ۔ خط موصول ہوتے ہی تیار ہو گیا۔ جماعتی پروگراموں سے پندرہ دن کے بعد گھر واپس آیا تو مٹی خشک ہو چکی تھی دوبارہ اس کا گوندھنا مشکل تھا تاہم اچھی طرح خشک کرنے کے بعد پھر اسکو گوندھنے تک کے تمام مراحل سے ''گزارہ'' برتن بنائے اور برتنوں کو خشک کرنے کے لئے دھوپ پر رکھا ابھی تیاری میں تھا کہ برتنوں کو پکانے کے لئے آگ کا انتظام کروں اس درمیان تقریباً دو ماہ گزر چکے تھے کہ شاہ صاحب کا دوبارہ خط آگیا کہ دس بارہ دنوں کے لئے تیاری کر کے ملتان آجاؤ۔ برتنوں کو اللہ کے سپرد کیا۔ اور پروگرام پر چلا گیا لیکن اس دفعہ مسلسل پریشان رہا کہ علاقہ بارشی ہے اور سال بھر کی روزی کا سامان تھوڑی سے بارش میں بہہ جائیگا جیسے کیسے واپس ہوا نہ بارش آئی نہ برتن خراب ہوئے مگر واپسی پر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ روزی کا بندوبست اللہ تعالیٰ کسی اور طریقہ سے کردیگا یہ پیشہ مجھے دینی کام کرنے میں پریشان کرتا رہا بجائے برتنوں کو آگ کے سپرد کرنے کے توڑ دیا اور اس کے بعد آزاد مزدوری کرتا رہا اور آخر دم تک ضرورت کے مطابق مزدوری کر لیتے بس اللہ ہی سب کو بہترین رزق دینے والا ہے۔

کپتان صاحب مرحوم پیدل چلنے والے نوجوانوں کو پیچھے چھوڑ جاتے۔ زندگی کے آخری دو تین ماہ سے پہلے تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحت مند رہے جماعتی امور کے لئے لمبے لمبے اسفار میں بڑھاپے کے باوجود کبھی تھکان محسوس نہیں کرتے تھے۔

کپتان صاحب طبعاً خوش مزاج تھے مجلس احرار کے مرحوم بزرگوں کے تذکرے بڑے انہماک سے سناتے خصوصاً اگر جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مرحوم یا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کسی محفل میں موجود ہوتے تو بہت دلچسپ خوش طبعی کی باتیں سناتے۔ خود بھی ہنستے اور دوسروں کو بھی ہنساتے ان کی باتوں میں مزاح کے ساتھ طنز بھی پوشیدہ ہوتا۔ ۱۹۹۱ء کی بات ہے چکڑالہ میں عظمت صحابہؓ کانفرنس منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری تھے جس کے باعث انتظامیہ چہار طرف محاصرہ کئے ہوئے تھی کہ شاہ صاحب چکڑالہ داخل نہ ہوں۔ اور محاصرہ اس قدر سخت تھا کہ کسی داڑھی والے کو باہر سے چکڑالہ داخل نہ ہونے دیا گیا مگر اللہ کے فضل سے راقم الحروف اپنے ایک احرار کارکن محمد اشفاق (آف تلہ گنگ) کے ہمراہ پولیس کے سامنے سے گزر گیا ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے ان کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا ہے۔ چکڑالہ پہنچا تو مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما صوفی عبدالرحیم خاں نیازی مرحوم پہنچ چکے تھے ہم سبھی شاہ جی کا انتظار کرنے لگے۔

مگر چکڑالہ کے کئی احباب جو اپنے آپ کو مخصوص قسم کا مؤحد گردانتے ہیں مگر کردار یہ کہ انتظامیہ کے

ساتھ مل کر احرار کارکنوں کے گھروں کی نشاندھی کرتے رہے اور انتظامیہ چھاپے پہ چھاپا مار رہی تھی جب اس بات کا علم کپتان صاحب کو ہوا تو مائیک پر تشریف لائے اور بڑے بھرپور انداز میں فرمانے لگے سنا ہے بعض لوگ انتظامیہ کے ساتھ مل کر احرار کارکنوں کے گھروں کی نشاندھی کر رہے ہیں اور انتظامیہ ان کے گھروں پر چھاپے مار رہی ہے اور کہتے پھرتے ہیں، شاہ جی کو کہیں چھپا کر بیٹھایا ہوا ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ کوئی بٹیرا ہے کہ کہیں چھپا رکھا ہے وہ شیر کا بیٹا دلیر ہے وہ پہنچا تو شیروں کی طرح آئے گا۔ پھر ہنس کر بولے، دعاء کرو اللہ قبر چٹ اور قبر پٹ کولوں بچائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ قبر پوجنے والوں سے بچائے اور قبر اکھاڑنے والوں سے بھی بچائے یہ اتنا زوردار مزاح اور طنز تھا کہ جواب نہیں، ایک قصہ انہوں نے خود سنایا کہ میں نے کسی سے ازراہ مزاح کہدیا کہ اس دفعہ اگر شیعوں کا ماتمی جلوس میری گلی سے گزرا تو پھر دیکھا جائے گا۔ میں ان کا بندوبست کروں گا میری یہ بات شیعوں تک پہنچ گئی جس پر شیعوں نے تھانے میں اطلاع دی اور کافی آدمی وفد کی صورت میں ایس ایچ او تھانہ چکڑالہ کو ملے جس پر مجھے سپاہی بلانے کے لئے آیا اور مجھے سارا قصہ سنایا اور کہا کہ آپ کو ایس ایچ او صاحب بلا رہے ہیں میں بڑا پریشان ہوا سوچتا رہا کہ کیا جواب ہو سکے گا۔ تھانے پہنچا تو ایس ایچ او نے آئے ہوئے وفد کی طرف سے شکایت کا تذکرہ کیا جس پر بے ساختہ بے سوچے سمجھے میں نے یہ کہدیا کہ میں غریب آدمی ہوں میرے گھر گدھے باندھے ہوئے ہیں جب یہ لوگ ماتمی جلوس لیکر گزرتے ہیں اور پیٹتے ہیں میرے گدھے ڈرتے ہیں مجھے خوف ہے کوئی گدھا ڈر کا مارا بھاگ گیا تو میرا نقصان ہوگا غریب آدمی ہوں دوسرا گدھا لینے کی ہمت ہی نہیں کہ میں ان کے ذریعہ مزدوری کرتا ہوں اور میں نے تنگ آ کر کہا ہے جس پر ایس ایچ او ہنس پڑھا اور شیعوں سے کہنے لگا کہ آئندہ تمہارا جلوس ان کی گلی کی بجائے دوسری گلی سے گزرے گا بس اللہ نے مدد کی اس دن سے یہ مصیبت میرے سر سے ٹل گئی۔

ایک دفعہ ملتان تشریف لے گئے اور جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مرحوم سے درخواست کی کہ چکڑالہ کے لئے پروگرام طے کرو مگر شاہ جی اپنی مصروفیات کے باعث تیار نہ ہوئے کپتان صاحب نے جب مجبور کیا تو شاہ جی نے فرمایا کہ چلو تم جاؤ میں پروگرام طے کر کے تمہیں مطلع کردوں گا کپتان صاحب نے ضد کی کہ آخر کب تک؟ جس پر شاہ جی نے فرمایا محرم الحرام سے پہلے پہلے اطلاع ہو جائیگی۔ اس وقت تو کپتان صاحب خاموش ہو گئے مگر بعد میں کہنے لگے یہ وضاحت باقی رہ گئی ہے کہ وہ محرم الحرام کونسا ایک تو قیامت والا محرم ہے۔ اور یہ بات ان کی سچ ثابت ہوئی کہ شاہ جی بعد میں بیمار ہو گئے اور بیماری طول پکڑ گئی حتیٰ کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور اپنی بقیہ زندگی میں چکڑالہ تشریف نہ لا سکے۔

کپتان صاحب مرحوم نے کئی دفعہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمیشہ سرخرو کیا۔ قید و بند کو عبادت سمجھا۔ کبھی دل نہ گھبرایا حتیٰ کہ انکے بقول ایک دفعہ جیل کے انچارج نے جیل کا دورہ کیا ایک دبلا پتلا جسم سفید داڑھی کے چہرے پر نہایت طمانیت اور ایک دینی کام انجام

دینے پر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کا جرم ان کے ذمہ ہے۔ جس پر اس نے کہا باباجی تم درخواست لکھوا کر لاؤ میں تمہاری ضمانت کا انتظام کرتا ہوں جس پر کپتان صاحب نے جذباتی انداز میں کہا کہ ضمانت تو معافی مانگنے کے مترادف ہے میں کیسے اپنے کئے سے معافی مانگوں انچارج جیل واپس چلا گیا اور از خود مشقت بند کردی۔ کپتان صاحب کے بقول دو دن تو میں انتظار کرتا رہا تیسرے دن مجھے پتہ چلا کہ انچارج جیل نے میری مشقت بند کردی ہے جس پر کپتان صاحب خود اس کے دفتر میں پیش ہوئے اور اس سے اپنی مشقت جاری کرنے کو کہا مگر ان لفظوں میں کہ جناب ایک تو مشقت کرنا میرے لئے عبادت ہے دوسرا ملک کا فائدہ ہے اس لئے درخواست ہے کہ میری مشقت جاری کی جائے۔ حسب سابق پوری قید بامشقت کاٹ کر باعزت طور پر باہر آئے ضلع چکوال میانوالی، اٹک کے اضلاع میں سینکڑوں جلسے اور کانفرنسیں کپتان صاحب مرحوم کی ذاتی محنت و لگن سے منعقد ہوئے جہاں لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کا کام ہوا اور اس سے ہزاروں افراد نے فیض حاصل کیا مگر ایک پروگرام ایسا ہے جو کپتان صاحب کا خاص کارنامہ ہے تلہ گنگ سے کچھ فاصلہ پر واقع قصبہ پنجنند ہے جہاں کے وڈیرے مرزائی ہیں۔ مرزائیوں کے خلاف چلنے والی تحریکوں میں یہی قصبہ ہے جہاں کے مرزائی ان تحریکوں سے متاثر نہیں ہوئے اور اس قصبہ میں جا کر کسی کو انکے کفر کو للکارنے کا حوصلہ نہیں ہوا جس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ شہر سے کافی فاصلہ پر دیہات میں واقع ہے دوسرا یہ کہ مرزائی ذاتی جاگیر کے مالک ہیں باقی قریب قریب غریب لوگوں کا بسیرا ہے۔

ہوا یہ کہ ابنِ امیر شریعت قائدِ احرار سید عطاء المحسن بخاری چکڑالہ تشریف لے گئے اور کپتان مرحوم نے کہا کہ ہمارے کچھ فاصلہ پر قصبہ پچنند جہاں مرزائی جاگیردار ہیں اور آج تک مسلمانوں کا اس جگہ کوئی جلسہ نہیں ہو سکا اور نہ ہی خطیب وہاں پہنچ سکا اگر آنجناب آمادہ ہوں تو وہاں پروگرام بنائیں۔ شاہ جی کہاں ڈرنے والے تھے فرمایا میں حاضر ہوں۔ جس پر کپتان مرحوم نے اس قصبہ میں پروگرام سے پہلے تقریباً ستائیس مختلف جگہوں پر جلسے رکھے شاہ جی تمام جلسوں میں پیدل سفر کر کے پہنچے اور لوگوں کو پچنند جلسہ میں شرکت کے لے تیار کیا آخر میں اس گاؤں پچنند میں جلسہ ہوا جس میں ارد گرد کے کافی مسلمان پہنچے۔ مرزائیوں کو بھی اس کا علم ہوا جس پر انہوں نے بھرپور طاقت صرف کی۔ غنڈے اکٹھے کئے کہ جلسہ نہ ہونے دیا جائے۔ ادھر مسلمانوں کے ساتھ بھی بعض افراد مسلح تھے جن میں ایک دوست محمد نامی شخص بھی تھا یہی دوست محمد ان غنڈوں کے قریب گیا اور ان سے کہا کہ ہم نے جلسہ کرنا ہے ہمارا راستہ چھوڑ دو اگر نہیں تو پھر سن لو ہم سب کے سب مرنے کے لئے آئے ہیں، تم میں سے جو مرنا چاہے وہ میدان میں آجائے جس پر کفر بزدلی دکھا کر دُم دباتے اپنی بلوں میں گھس گیا اور فدایان ختم نبوت اور احرار کارکن اپنا جلسہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ سارا دن عصر تک جلسہ ہوا جس میں حضرت سید عطاء المحسن بخاری اور دیگر احرار خطباء نے تقاریر کیں اور مرزائیوں کو دعوت اسلام دی۔

اس جلسہ کی کامیابی کے پس پردہ اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت اور اس کے ایک عاجز بندے کپتان خلا

محمد مرحوم کی سر توڑ کوشش تھی اور اتفاق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احرار کارکنوں سے دین کا جو کام لیا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔ کپتان صاحب اور جلسہ وہاں رکھنا چاہتے تھے مگر زندگی نے وفا نہ کی ۱۹۸۸ء ستمبر میں جماعت کی طرف سے راقم الحروف کو تلہ گنگ جماعت مرکز جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ میں بحیثیت خطیب متعین کیا تو کپتان صاحب مرحوم ملنے کے لئے تشریف لائے اور چکڑالہ میں ہر ماہ بسلسلہ درس قرآن پروگرام تشکیل دیکر تشریف لے گئے میں ابھی نیا نیا مدرسہ سے فارغ ہوا تھا نہ کوئی تجربہ نہ انداز گفتگو البتہ ترجمہ قرآن اور اس کی مختصر سی تشریح ذھن میں بیٹھا کر چلا گیا۔ ٹوٹے پھوٹے انداز میں درس قرآن ہوا ہر ہر جملہ داد دیتے رہے اور درس قرآن کے اختتام پر میرا حوصلہ بڑھایا۔ درس قرآن کی بڑی تعریف کی۔ اس کے بعد ہر ماہ پروگرام کے مطابق چکڑالہ جانا ہوتا۔ کپتان صاحب احباب کو درس قرآن میں شرکت کی دعوت دیتے تسلسل کے ساتھ درس قرآن کی برکت سے ۱۹۸۹ء میں مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے بیسیوں افراد نے جماعت میں شامل ہونے اور جماعت کے لئے کام کرنے کا عزم کیا۔ فارم رکنیت پُر کیا جس پر کپتان صاحب بڑے خوش ہوئے ہر سال کپتان صاحب مرحوم جامع مسجد احرار ربوہ میں سالانہ سیرت النبی کانفرنس اور شہداء ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لاتے۔ کئی ایک اپنے ہم عمر بوڑھے ساتھ ہوتے۔ نوجوانوں کی ایک کھیپ ان کے شانہ بشانہ ہوتی۔ ربوہ اڈہ پر پہنچتے ہی اپنے جذبہ ایمانی پر قابو نہ رکھ سکتے۔ نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت۔ تاج و تخت ختم نبوت، مجلس احرار اسلام زندہ باد کے نعرے لگواتے لگواتے۔ جامع مسجد احرار پہنچتے اور پہنچتے ہی تمام احباب سے ملتے۔ اپنے ساتھ آنے والوں کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر دوسرے شہروں سے آئے ہوئے جماعتی ساتھیوں سے تعارف وملاقات کراتے۔

غالباً ۱۹۹۳ء میں کپتان صاحب مرحوم نے جماعت کی باگ ڈور جماعت کے سرگرم کارکن امتیاز احمد اور عبدالخالق خلیق کے سپرد کر دی تھی اور خود ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ امتیاز احمد اور عبدالخالق خلیق نے مقامی مجلس شوریٰ کپتان صاحب کے مشورہ سے بنائی جس میں مولانا گل شیر شہید سے سالار کا لقب پانے والے مہر محمد صاحب جو کپتان صاحب کے ہم عمر ہیں مگر بحمداللہ صحت مند اور توانا ہیں جماعتی کام میں آج بھی جوانوں کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں سرفہرست ہیں۔ کپتان کے تذکرے میں ایک ان کے ہم عمر اور جماعتی کام میں ساتھ دینے والے چچا فتح محمد کا کچھ تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے جو جوانی سے اس بوڑھاپے تک کپتان صاحب کے شانہ بشانہ کام کرتے چلے آرہے ہیں بینائی کافی متاثر ہو چکی ہے مگر عزم جواں ہے۔ آج بھی ان کی تڑپ ہے کہ کفر کو للکارنے کا موقع ملے۔

انکو چچا جوان کہہ کر جماعتی احباب بلاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ آج سے تقریباً چھے سات برس پہلے سخت بیمار ہو گئے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آج یا کل موت سے ملاقات ہونے والی ہے۔

ربوہ میں ربیع الاول کا پروگرام قریب آچکا تھا احباب مشورہ کے لئے اکٹھے ہوئے مشاورت سے فارغ ہوئے تو چچا فتح محمد کی تیمارداری کے لئے ان کے پاس گئے اور ربوہ میں سالانہ کانفرنس کی اطلاع کی جس پر چچا

فتح محمد کہنے لگے ہو سکتا ہے آئندہ سال میں دنیا میں نہ رہوں۔ میرا سرخ کرتہ پرانا ہو گیا ہے۔ ایک تو میرے لئے سرخ کرتہ تیار کراؤ دوسرا کہ میں اگر زندہ رہوں تو مجھے، ہر حال ربوہ پروگرام پر لے چلیں ان کے اصرار پر ان کے لئے دو دن میں سرخ کرتہ تیار کرایا گیا۔ اور اسی بیماری کی حالت میں سرخ کرتہ پہن کر قافلہ کے ساتھ ربوہ سالانہ کانفرنس پر پہنچے۔ اس کے بعد ان کو چچا جوان کہہ کر بلایا جاتا ہے۔ اس قدر ضعف کے باوجود ہر سال ربوہ سالانہ کانفرنس پر پہنچتے ہیں۔ کئی دفعہ انکو اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر ٹھوکریں کھاتے دیکھا مگر چہرہ ہمیشہ مسکراتا نظر آتا۔ شاہ صاحبان سے والہانہ محبت ہے۔ ملتے ہوئے ایسے چمٹ جاتے ہیں جیسے ان کی شاید یہ آخری ملاقات ہو۔ بابا حقنواز مقامی جماعت کے صدر ہیں۔ رفیع الدین یوسف صدیقی اور استاذ خالد جماعت کے روح رواں ہیں۔

امتیاز احمد اور عبدالخالق خلیق کی ہمہ وقتی جماعتی امور کی انجام دہی کا نتیجہ ہے کہ ملک کے باقی حصوں کی طرح چکڑالہ میں مجلس احرار اسلام نہایت فعال کردار ادا کر رہی ہے اور اراکین جماعت ہمہ تن جماعتی امور میں مسلسل دلچسپی لے رہے ہیں۔

کپتان مرحوم کے تیار کیے ہوئے ان احرار کارکنوں نے چکڑالہ میں ایک قطعہ اراضی حاصل کر کے جماعت کا مرکز مسجد سیدنا علیؓ کی تعمیر شروع کردی ہے اور اس میں قرآن کی تعلیم کا کام شروع ہو چکا ہے۔ یہ مرکز ان شاء اللہ تاقیامت اعلاء کلمۃ اللہ کا فریضہ انجام دیتا رہیگا۔ اس سے پہلے جماعت کے تمام پروگرام چکڑالہ کی مشہور جامع مسجد سفید میں ہوا کرتے تھے۔ کپتان صاحب کی بڑی خواہش تھی کہ اپنے مرکز میں کوئی پورگرام تشکیل دیا جائے مگر افسوس چکڑالہ کے مذہبی حالات کچھ اسطرح الجھے کہ کپتان صاحب مرحوم کی خواہش پوری نہ ہو سکی اور وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ کپتان صاحب عمر کے آخری تین چار ماہ جگر کے عارضہ میں مبتلا رہے حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کو علم ہوا تو کپتان صاحب کو علاج کے لئے ملتان بلوا لیا۔ تقریباً ایک ماہ ملک کے نامور حکیم حافظ محمد حنیف اللہ صاحب (ملتان) کے زیر علاج رہے۔

ان دنوں خدمت کا فریضہ سید محمد کفیل بخاری انجام دیتے رہے اور علاج و خوراک کی نگرانی کرتے رہے بھائی سید محمد کفیل بخاری کے بقول حالات سے محسوس ہوتا تھا کہ کپتان صاحب کی تیاری ہے تاہم دنیا امید پر قائم ہے کپتان صاحب بڑے مطمئن تھے۔ پوچھنے پر بتاتے کہ اب صحت بہتر ہے صبح نماز کے بعد کچھ چلنے پھرنے لگے طبیعت سنبھلی محسوس ہوئی اور ادھر عید قربان قریب آرہی تھی۔ یہ کہہ کر کہ عید پر بچوں کو مل آؤں واپس گھر چکڑالہ آگئے۔ آتے ہی جماعتی ساتھیوں سے ملے امتیاز احمد کے بقول ملاقات میں نصیحتیں کرنے لگے۔

فرمایا میں ۴۲ء سے جماعت احرار کے ساتھ وابستہ ہوں میرے تجربہ میں یہ آیا ہے کہ ہماری جماعت مجلس احرار اسلام جیسی مذہبی دینی مخلص جماعت کوئی نہیں اور فرمانے لگے کہ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اسی جماعت کے ساتھ رہنا اس کے ساتھ کبھی بے وفائی نہ کرنا۔

یہ بھی فرمایا اگر فوت ہو جاؤں تو شاہ صاحبان میں سے کسی سے میرا جنازہ پڑھا کر مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا۔ ۱۰ ذوالحجہ عید قربان کا دن گزر گیا۔ رات کو عشاء کی نماز گھر پر ادا کی اور ۱۱ ذوالحجہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۳۰/ اپریل ۱۹۹۶ء صبح کی نماز سے تھوڑی دیر پہلے اللہ کے دین کا سپاہی، تقریباً نصف صدی تک دین کی محنت کرنے والے کو آج مستقل آرام کرنے کا حکم ہوا۔ اور کل نفس ذائقته الموت کے مطابق روح وجود عنصری سے پرواز کر گئی۔ اناللہ وانا الیه راجعون

زارو قطار روتے ہوئے ان کے چھوٹے بیٹے امیر عمر نے اپنے باپ کے تیار کردہ جماعتی کارکن امتیاز احمد کو اطلاع پہنچائی اور انہوں نے تمام احباب کو مطلع کیا۔ اعلان عام ہوا لوگ زاروقطار رو رو کر ایک دوسرے کے گلے مل رہے ہیں کہ ہر آدمی کپتان صاحب کے انتقال پر نہ صرف افسردہ تھا بلکہ اپنے تئیں پریشان تھا کہ کپتان صاحب کے بعد کون علاقہ کے لوگوں کے عقائد کی اصلاح کے لئے محنت کریگا۔ لوگ جمع ہیں کپتان صاحب کا جسد عنصری غسل اور تکفین کے مراحل سے گزر چکا ہے۔ لوگوں کا تقاضا ہے کہ جنازہ کے لئے حتمی وقت کا اعلان کیا جائے۔ جنازہ پڑھانے والے بیسیوں افراد موجود ہیں مگر کپتان صاحب اپنے قائدین کی انتظار میں ہیں۔

امتیاز احمد نے ملتان حضرت سید عطاء المحسن بخاری کو اطلاع کی۔ انہوں نے افسردہ لہجے میں اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور دیر تک کپتان صاحب کے انتقال پر غم کے آنسو بہاتے رہے مگر اپنی علالت کے باعث جنازہ میں نہ پہنچ سکے۔ ربوہ اطلاع ہوئی حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ صاحب بخاری اپنے باپ کے دیرینہ ساتھی کو الوداع کہنے ربوہ سے تیار ہوئے تقریباً ظہر کے وقت چکڑالہ پہنچے۔ شاہ جی کے چکڑالہ پہنچتے ہی جنازہ کے حتمی وقت کا اعلان کیا گیا۔

عصر کے بعد گھر سے جنازہ اٹھایا گیا۔ ہر شخص اشک بار تھا اور زبان سے یہ کہہ رہا تھا۔ کپتان صاحب فدائے احرار تھے۔ ساری عمر احرار کے نام پر جئے۔ دین کے ساتھ ان کی لازوال محبت کے تذکرے زبان زدعام تھے۔ تقریباً پہلا جنازہ تھا جس میں اتنی کثیر تعداد میں لوگ جمع تھے اور ہر شخص جنازہ کو کندھا دینے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ کئی افراد کو کندھا دینا نصیب نہیں ہوا تو چار پائی کو صرف ہاتھ لگا کر ہی دل کی حسرت پوری کرتے رہے جنازہ گاہ میں جنازہ سے پہلے حضرت پیر جی مدظلہ نے کپتان صاحب مرحوم کی جماعتی خدمت اور وفاداری پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ جنازہ کے بعد کپتان صاحب مرحوم کو ان کے علاقائی قبرستان میں ہزاروں سوگوار افراد کی موجودگی میں شاہ جی نے اپنے ہاتھ سے اللہ کے سپرد کیا۔

اللھم اغفرله ورحمه وعافه وعف عنه

◉

مسافرانِ آخرت

حافظ محمد امین احمد پوری مرحوم:

مجلس احرار اسلام کے دیرینہ کارکن جناب حافظ محمد امین ۷، جون ۱۹۹۸ء کو ستر برس کی عمر پا کر احمد پور شرقیہ میں انتقال کر گئے۔ مرحوم ایک عرصہ تک مجلس احرار اسلام کے مرکزی دفتر ملتان میں بطور ناظم تعینات رہے۔ مرحوم کے پسماندگان میں ایک بیٹا محمد معاویہ اور ایک بیٹی ہیں۔ مرحوم کے بھانجے ڈاکٹر عبدالحفیظ ایام علالت میں ان کے دکھ سکھ میں شریک رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔

سید نذر شاہ صاحب مرحوم:

ملتان سے ہمارے کرم فرما محترم سید ممتاز کاظمی کے والد ماجد سید نذر شاہ صاحب گذشتہ ماہ میں رحلت فرماگئے۔

مولوی عبدالقیوم صاحب کو صدمہ:

محترم مولوی عبدالقیوم صاحب (چکوال) کی ہمشیر گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

اے آر ساغر مرحوم:

تحریک آزادیٔ کشمیر کے ممتاز رہنما اور ۱۹۳۱ء میں مجلس احرار اسلام کی تحریک کشمیر کے پہلے ڈکٹیٹر، اے آر ساغر (اللہ رکھا ساغر) مئی ۱۹۹۸ء کے آخری عشرہ میں راولپنڈی میں انتقال کر گئے۔

ادارہ نقیب ختم نبوت کے تمام ارکان مرحومین کی مغفرت کیلئے دعا گو ہیں اور پسماندگان سے اظہارِ ہمدردی و تسلی کرتے ہیں۔

قارئین سے درخواست ہے کہ ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔

غزل

پروفیسر عابد صدیق (بہاولپور)

سب کجھ سوہنا لگیا بینوں ایدھر اودھر تک
ہر شے دے وچ کیڑے پے گئے جدوں میں کیتا شک

عشق نے عین جوانی اندر کتنے ای مار مکائے
جیہڑا ایس کرستے ٹُردا، چھیتی جاندا تھک

پہلی واری چوری کردیاں سب دا دل اے ڈردا
فیرتاں اگے چل سو چل اے لیہہ جاوے جے جھک

رسم رواج پرانے سانوں اگے ٹرن ناں دیندے
کالیاں رہتاں نویں بنڈ دا رستا تنا ڈک

تپدے پینڈے کیتے نیں تے بابے ہوئے سیانے
دُھپ کڑاکے دی پیندی تے فصلاں جاندیاں پک

یا کوئی روگ اے بٹیاراں نوں، سب دے ہاسے پھکے
یا ہن سہاگ پڑے وچ لوکیں بُھل گئے رکھنا سک

مال حرام تے خورے اج کیوں بندے راضی ہوئے
خربوزہ ناں لبھے، گدڑ ککڑی ناں کھاندا اک

دیگ دے سرتے چڑھی کنالی، ہلکا ہویا اچا
باندر کرسی تاڑے بیٹھا، چوہا لبھے نک

کے نوں دکھ دی سار ناں دیویں، چپ کر کے سب سہہ جا
آپے ننگی ہوئیں گی توں اپنا پلا چک

طوفاں بہ دل تھے ہم، پہ کوئی چارہ گر نہ تھا

حبیب الرحمن بٹالوی

آتے تھے گو خیال میں مضمون پے بہ پے
ہر پھول کاغذی تھا کہ خوشبو اثر نہ تھا

کہتے بھی کس سے ہم دل وحشی کی واردات
طوفان بہ دل تھے ہم، پہ کوئی چارہ گر نہ تھا

"اے شمع تجھ پہ رات یہ بھاری تھی جس طرح"
بارِ غمِ حیات سے ہم کو مفر نہ تھا

کہتا ہے وہ تو ٹھیک ہی کہتا ہے میری جاں
رجل رشید کوئی بھی ان میں مگر نہ تھا

اس عرصۂ نفاق میں دیکھا ہے بار ہا
سب لوگ کاسہ لیس تھے، کوئی بھی نَر تھا

کیوں نامہ بر نے پھیرے لگائے تھے رات دن
تھا کوچۂ رقیب میں، محبوب گھر نہ تھا

چلتے ہیں یوں تو خوانِ حکومت پہ راتبی
وہ نام اب کے لسٹ میں، اوپر مگر نہ تھا

مدفن جلال باقری★ دیکھا تھا شاہ جی
واں تُربتوں پہ کوئی بھی کتبہ مگر نہ تھا

چلتا رہا میں دشت و بیاباں میں رات دن
پیچھے جو مڑ کے دیکھا تو اتنا سفر نہ تھا

★ ملتان کا "جلال باقری قبرستان" جہاں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، اہلیہ حضرت امیر شریعت اور فرزندِ امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدفون ہیں (مدیر)

ابوذر بخاری نمبر........

محترم سید محمد کفیل بخاری

نقیب ختم نبوت کا خاص نمبر قائد احرار مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ پڑھا آپ نے ماشاءاللہ بہت ہی محنت کر کے یہ نمبر شائع کیا ہے۔ ویسے تو حضرت شاہ صاحب کے بارے میں جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔ پھر بھی آپ نے بہت کچھ قارئین تک پہنچا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس محنت کو قبول فرمائے (آمین) حضرت مولانا محمد عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون جب بندہ نے پڑھا تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اے کاش! آج مولانا زندہ ہوتے اور اپنا مضمون خود پڑھتے مولانا مرحوم کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کوئی مضمون نقیب کو روانہ کرتے تو جب تک وہ مضمون شائع نہ ہوتا مولانا کو چین نہ آتا۔ وہ بار بار مجھ سے پوچھتے کہ رسالہ تو نہیں آیا؟ جب رسالہ آئے تو فوراً مجھے پہنچا دینا۔ وہ جب تک اپنا مضمون پڑھ نہ لیتے اس وقت تک کسی سے بات نہ کرتے۔ اس وقت چونکہ مولانا مرحوم کو نقیب ختم نبوت میرے ذریعہ ہی ملتا تھا اسلئے مجھے بار بار تاکید کرتے تھے۔ آپ نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ (آمین)

والسلام

محتاج دعاء حافظ ابو مغیرہ عبدالرحیم نیاز

امام مسجد واپڈا کالونی۔ گوجرانوالہ ۱۸ جنوری ۱۹۹۸ء

مجھے ہے حکم اذاں!

ماں کی گود سے آغوش قبر تک زندگی کا ہر لمحہ........

انقلاب و تغیرات کی زد میں ہے۔

کاش کہ

انسان، معاشرتی ماحولیات سے ہٹ کر، صرف ایک لمحہ کے لئے........

غور و فکر کی پنہائیوں میں اتر جائے........

ڈوبتے سورج کو بوقت شام دیکھ

حسن والے حسن کا انجام دیکھ

خاموش مبلغ ملتان

ماہنامہ جریدہ الاشرف کا اگلا شمارہ انشاء اللہ

قرآن نمبر (جلد ۱)

ہوگا

- قرآنیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ایک نادر دستاویز
- بصیرت افروز اور چشم کشا مضامین
- قرآنِ کریم تحریف کی زد میں، پاکستان کے مشہور ناشرین قرآن کے مطبوعہ نسخوں میں **پانچ سو سے زائد** اغلاط کی نشاندہی
- اکابر کے ذوق تلاوت کے انتہائی دلچسپ اور موثر واقعات
- کیا قرآنی آیات کی تعداد واقعی ۶۶۶۶ ہے؟ ایک مشہور غلطی کی اصلاح
- رسم عثمانی کیا ہے؟ اور ہمارے ہاں کہاں تک اسے ملحوظ رکھا جاتا ہے؟
- بعض مترجمین اور مفسرین کی فحش غلطیاں
- قرآن کے بارے میں عوام و خواص کی کوتاہیوں کی نشاندہی
- اس کے علاوہ دوسری بہت ساری معلومات، افادات نکات اور حکایات
- درخواست ہے اہلِ علم و قلم سے قرآنِ کریم کے حوالے سے تحقیقی مضامین کی ○ اصحابِ ثروت سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کرنے کی ○ اسلامی مدارس ومکاتیب سے اشتہارات کی ○ **قیمت ۵۰ روپے**
- کتب خانوں اور لائبریریوں کے لیے ۳۰ % رعایت ہوگی ○ آرڈر کے مطابق قیمت پیشگی ارسال فرمائیں ○ اسٹاک انتہائی محدود ہے

ادارہ جریدہ الاشرف الاحمد مینشن ۱۳ بی گلشن اقبال کراچی پوسٹ کوڈ: ۷۵۴۰۰

Kinza

FOOD PRODUCTS

سکوائشز، کیچپ اور اچار

جو کھائے ایک بار - وہ کھائے بار بار

wily

FOODS (PVT) LTD.

Chand Plaza. Off Lane 6 Peshawar Road Rawalpindi Cantt.

Ph : 475969

Adarts HRA-1/98

بیسویں سالانہ دو روزہ — ۱۱، ۱۲ ربیع الاول : ۱۴۱۹ھ

سیرت
خاتم الانبیاء ﷺ کانفرنس

جامع مسجد احرار ربوہ

زیرِ سرپرستی: حضرت مولانا **خواجہ خان محمد** صاحب دامت برکاتہم (خانقاہ سراجیہ، کندیاں)

(امیر عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت پاکستان)

زیرِ صدارت: قائدِ احرار ابنِ امیرِ شریعت سید **عطاء المحسن بخاری** مدظلہ

(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

جس میں ملک وملت کے اصحابِ فکر و دانش، علماء اہلِ قلم، وکلاء اور طلباء خطاب کریں گے

جلوس: حسبِ سابق ۱۲ ربیع الاول کو بعد نمازِ ظہر فدائینِ احرار کا فقید المثال جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا۔ دورانِ جلوس زعماء احرار بصیرت افروز خطاب فرمائیں گے

پروگرام

۱۱ ربیع الاول : پہلی نشست بعد نمازِ ظہر، مجلسِ ذکر: بعد نمازِ مغرب، دوسری نشست بعد نمازِ عشاء

۱۲ ربیع الاول : بعد نمازِ فجر: درس قرآن کریم، تقاریر ۱۰ بجے صبح تا ظہر

منجانب:

تحریک تحفظ ختمِ نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلسِ احرار اسلام پاکستان

رابطہ فون: ربوہ: 211523، ملتان: 511961، لاہور: 7560450، گوجرانوالہ: 214800، چیچہ وطنی: 11657